ہفت روزہ

فون ۶۷۵۳۵

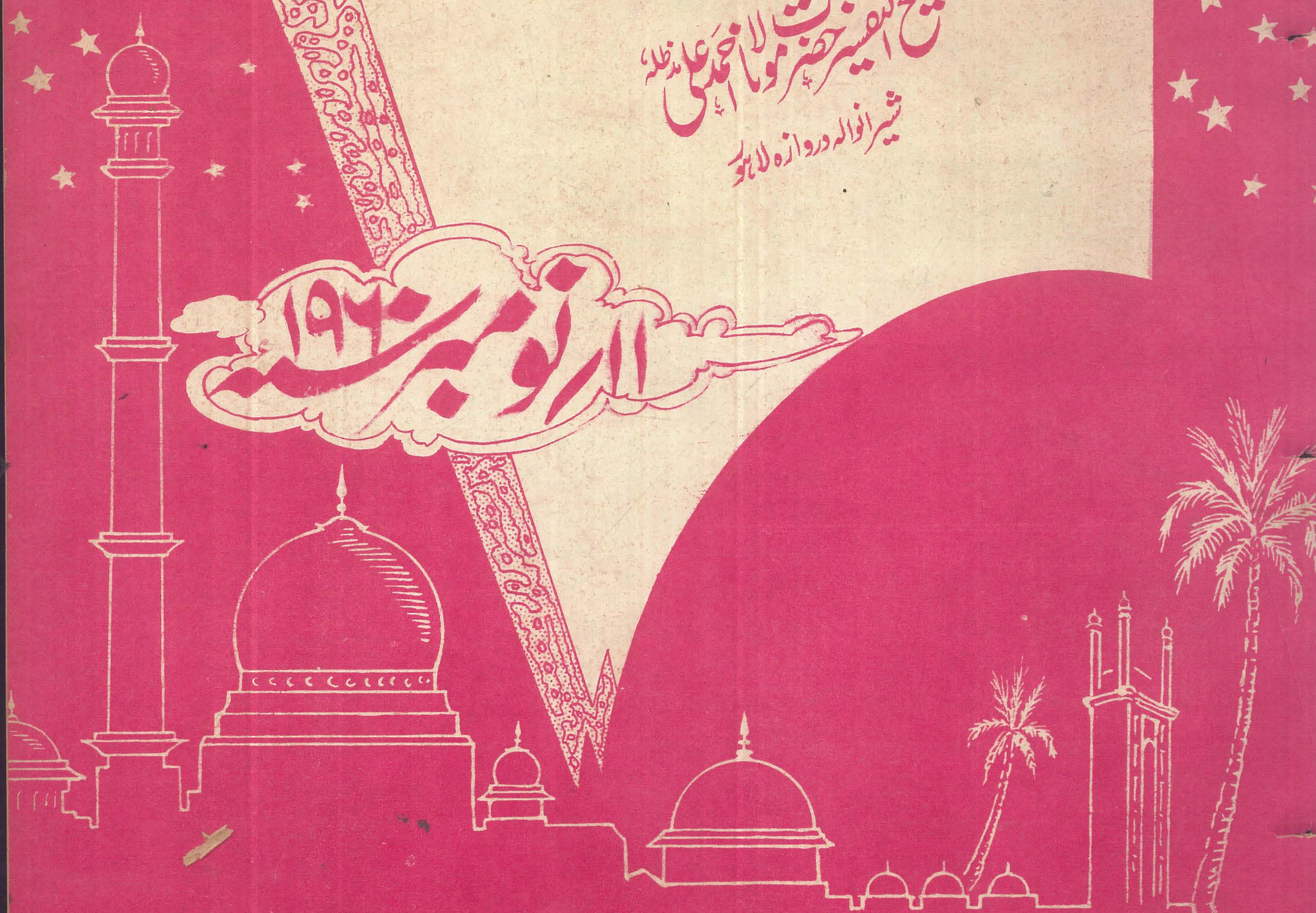
خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور



ہدیہ ۱۲ر

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

محمد علیہ السلام اللہ! اللہ!

از قلم عبدالرحیم جاویدؔ الہ آبادی

مقامِ رسولِ انام اللہ! اللہ! کہ ہیں انبیاء کے امام اللہ! اللہ!
ہیں جن و بشر اور ملک کیا کہ یزداں ہے کرتا ترا احترام اللہ! اللہ!
ہے وحدت کی مے سے جو مخمور دنیا یہ ہے تیرا فیضِ دوام اللہ! اللہ!
دِلوں پر حکومت ہے اب بھی تمہاری وہ تھے آپ شیریں کلام اللہ! اللہ!
وہ روندی تھی قیصر کی سطوت جنہوں نے وہ تھے آپ ہی کے غلام اللہ! اللہ!
وہ ترتیلِ آیاتِ قرآن شب کو وہ درگاہِ حق میں قیام اللہ! اللہ!
چٹائی پہ اور فرش پر بیٹھتے تھے شہنشاہِ عالی مقام اللہ! اللہ!
تھے لاریب اسریٰ کی شب میں تمہیں تو خُدا سے ہوئے ہم کلام اللہ! اللہ!
جہاں ایک رُتبہ تھا شاہ و گدا کا وہ دربارِ خیر الانام اللہ! اللہ!
مقاماتِ قربِ الٰہی تو دیکھو! تھا عرشِ بریں زیرِ گام اللہ! اللہ!
سعادت کا جاویدؔ کی یہ نشان ہے ہے محبوبِ حق کا غلام اللہ! اللہ!

حدیثِ نبوی

خدائے پاک کے قرآن کی تفسیر کرتی ہے رسول اللہ کے فرمان کی تعبیر کرتی ہے
کسی ذہنِ شکستہ کی صحیح تعمیر کرتی ہے کسی ناصاف دل کی خوب ہی تطہیر کرتی ہے
خیالاتِ پریشاں کو اُڑا دیتی ہے اک دم میں ہمہ اوہامِ باطل یک قلم نخچیر کرتی ہے
کہیں مدِ مقابل دیوِ باطل ہو تو پھر دیکھو یہ کیسے معرکہ کفر کو تسخیر کرتی ہے
کہوں کیا تجھ سے کرتی ہے حدیثِ مصطفٰے کیا کیا نبیؐ کی زندگی کو خوب ہی تحریر کرتی ہے
اسی سے اُسوۂ حسنہ ہمیں معلوم ہوتا ہے یہی سُنت کو اُمت کیلئے تصویر کرتی ہے
فرامینِ رسول اللہ ہدایت کا ہیں سرچشمہ ہدایت ہی تو ہر تخریب کی تعمیر کرتی ہے
کبھی غمگین ہوں تو پھر حدیثِ چہل[۱] پڑھتا ہوں
مری تاریک شب کو شوقؔ یہ تنویر کرتی ہے

عبدالحمید خاں شوقؔ بورسٹل انسٹی ٹیوشن۔ لاہور

۱؎ احادیث کی ایک کتاب

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
فون نمبر ۶۷۵۸۵
جلد ۶ | جمعۃ المبارک ۲۰ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۶۰ء | شمارہ ۲۷

مشرقی پاکستان کا تباہ کن سیلاب

قدرت کی تنبیہات

مشرقی پاکستان میں سیلاب کیا آیا۔ تباہی کا سامان لایا۔ آناً فاناً فٹوں پانی خشکی پر چڑھ دوڑا۔ یکدم مواصلات منقطع ہو گئے۔ پانچ ہزار کے قریب مکانات نابود اور اس سے زیادہ نقصان پذیر ہو گئے۔ ہزاروں جانوں کا نقصان ہو گیا۔ باقی ماندہ مصائب میں گھر گئے۔ آہ کتنا دردناک وقت ہے۔ عیش و آرام کرتی ہوئی مخلوق غفلت میں پڑی ہے۔ اچانک سمندر سے لہریں اٹھتی ہیں اور ان کو آگھیرتی ہیں۔ رات کی تاریکی ہے۔ سمندر میں طوفان ہے۔ پہاڑوں کی طرح موجیں اٹھتی ہیں اور جزیروں کے مکانوں کے مکینوں سمیت نگلتی چلی جاتی ہیں۔ وہ دیکھو پانی کا ریلا آیا۔ بچوں کے باپ کو بہا کر لاکھوں من پانی میں ڈبو دیا۔ بے بس بیوی اور بچے کانپ رہے ہیں۔ اُن کے سامنے دوسرے مکانوں کی لاشیں بھی تیرتی نظر آ رہی ہیں۔ چاروں طرف سے مہیب آوازیں آ رہی ہیں۔ چیخ و پکار سے کان پڑی آواز سُنائی نہیں دیتی۔ وہ دوسری موج آئی اور پہلے سے زیادہ غضبناک ہے۔ ماں کے دیکھتے دیکھتے بچوں کو نگل گئی۔ آہ کس کا بس چلتا ہے قیامت کا سماں ہے۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ
وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ۔

(جس دن آدمی اپنے بھائی اور ماں باپ سے بھاگنے لگے اور اپنی بیوی بچوں سے بھی)۔

مکان گیا۔ سامان گیا۔ خاوند ڈوب گیا۔ بچے لقمۂ اجل ہو گئے۔ اب جان کے لالے پڑے ہیں۔ خیالات کی دنیا میں مستغرق بیوہ چاروں طرف نگاہ ڈالتی ہے۔ موت ہی موت ہے اتنے میں بادِ مخالف کا ایک جھونکا آتا ہے اور اس کے چراغِ زندگی کو بھی گُل کر دیتا ہے۔ ہزاروں خاندانوں پر اس طرح بیت گئی۔ مصیبت زدہ پر سب کو رحم آتا ہے۔ آج یورپ اور امریکہ تک سے ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے۔ خدا کا کرنا پورا ہو گیا۔ اب آفت رسیدہ مخلوق کو سنبھالا دینے کا وقت ہے۔ تلافی مافات ضروری ہے۔ ہمدردی نہیں تو انسان نہیں درندہ ہے۔ ہماری حکومت نے اپنے رحم و کرم کے بازو پھیلا دیئے ہیں۔ امداد کی اپیلیں ہو رہی ہیں۔

برادرانِ اسلام! اس دُکھیا مخلوق کی دل کھول کر امداد کرو۔ یہ قومی مصیبت ہے اور ساری قوم کی بد اعمالی کا نتیجہ ہے۔ یہ نہ خیال کرو کہ اتفاقی حادثہ ہے۔ حکیم و علیم مالک الملک جل و علا کے کام اتفاقی اور بے ربط نہیں ہوتے۔ اس کی رحمتِ بے پایاں کے دامن میں کروڑوں مادی اور روحانی نعمتوں کے خزانے بھرے پڑے ہیں اور اسی طرح اس کے قہر و غضب کی بجلی اپنے اندر بے پناہ عذاب و مصائب چھپائے ہوتے ہے۔ شوق و طلب صادق والے اپنی سعی و عمل کے مطابق اُن نعمتوں سے جھولیاں بھر رہے ہیں۔ اور قدر ناشناس باغی اِن آلام و ابتلاءات کے شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ہر چیز اپنے اپنے مناسب وقت میں ظہور پذیر ہو رہی ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے ہم معذور تھے۔ اللہ تعالٰے دیکھ رہے تھے۔ کہ انگریزی سرپرستی میں پلنے بڑھنے والی بدکاری و فحاشی اور نواہین فطرت سے بغاوت و سرکشی کی روک تھام مجبور و مقہور بندوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس لئے غضب پر رحمت سبقت لے جاتی اور مہلت دیتی رہی لیکن اب ہم اپنے اختیار سے اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔ کونسی حکومت ہے جو زیادہ دنوں تک قانون کی توہین برداشت کرتی ہے۔ اور کونسا با اختیار و اقتدار حکمران ہے جو قانون کے نام پر عام لاقانونی کی اجازت دیدے۔

اس دُنیا کی حکومتیں بھی ایسے وقت میں قانون کو معطل کر دیتی ہیں اور حاکمِ اعلیٰ مارشل لاء نافذ کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور یہ بھی ایک قانون سمجھا جاتا ہے اور نظامہائے عالم میں اس کے لئے گنجائش رکھی ہوئی ہوتی ہے۔

اس حقیقی شہنشاہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔ وہ زنا، بدکاری، فحاشی، بے حیائی، کفر و ارتداد اور سب سے بڑھ کر دین سے تمسخر و استہزاء پر خوش نہیں ہوتے۔ مگر وہ ڈھیل دیتے ہیں۔ یہ بھی اس کی رحمت ہے کہ توبہ کر کے یہ پھر مستحقِ انعام و اکرام بن جائیں۔ مگر جب بجائے ندامت کے مطابق (فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ) وہ سرکشی میں اور زیادہ بڑھ کر اپنی کشتیٔ حیات کو نافرمانیوں سے بوجھل بنا دیتے ہیں تو اس شہنشاہ کا قانون اس کشتی کو غرق کر دیتا ہے۔ یہ بھی اُس کی مہربانی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت ہے کہ عمومی عذاب نہیں آتا اور وقتاً فوقتاً تنبیہ ہوتی رہتی ہے۔ اور وہ بھی بعض مقامات پر تنبیہ کر کے سب کو سبق دیتے ہیں۔ ورنہ ہمارے اعمال تو ہمارے سامنے ہیں۔

مغربی پاکستان کے سیلابوں پر ابھی قابو نہیں پایا گیا تھا۔ کہ مشرقی پاکستان میں وہ نمودار ہو گئے یہاں بادو باراں اور نہروں اور دریاؤں کا سیلاب اور طغیانی تھی۔ وہاں سمندری طوفان کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اتنے عرصہ تک خلیج بنگال اور بحر ہند کے پانی کو کیوں غصّہ نہیں آیا اور آج اچانک کیوں اس نے ہم پر چڑھائی کر دی۔ یہ متضاد عناصر سب اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ وہ جب چاہے اور جیسے چاہے ان کو چلائے۔ اب دوبارہ سیلاب نے مزید بے چینی پیدا کر دی ہے۔ پہلا طوفان ستّر میل تھا اور تازہ طوفان اسّی میل فی گھنٹہ کی رفتار سے آیا ہے۔ اللہ تعالٰے اپنی عاجز مخلوق پر رحم فرمائے۔ اور ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم اسلام کے نام سے اسلام کی مخالفت سے باز آجائیں اور اپنے عقائد اور اعمال و اخلاق کی اصلاح کریں۔ یہ سیلاب دراصل قدرت کی طرف سے خطرے کا الارم ہے۔ اصلاحِ حال کی دعوت اور معمولی سی گوشمالی ہے۔ ضروری ہے کہ ہم سنبھل جائیں۔ ورنہ اس کی گرفت بڑی سخت ہے

ہدایت "ہفت روزہ خدام الدین لاہور" چونکہ ایک دینی تبلیغی پرچہ ہے اس میں کلام مجید اور احادیث شریفہ وغیرہ پاک مضامین شائع ہوتے ہیں۔ لہٰذا اسے اور اس قسم کے تمام دینی رسالوں کو ردّی میں ہرگز فروخت نہ کیا جائے۔ بلکہ سہ ماہی یا ششماہی پرچوں کی فائل جلد کرا لی جائے جس کا مطالعہ ہمیشہ کے لئے مفید ہو گا۔ بصورت دیگر بے ادبی کی وجہ سے گناہ ہو گا۔

(مدیر)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عید کی نماز میں آذان و تکبیر نہیں

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْاَضْحٰى ثُمَّ سَاَلْتُهٗ يَعْنِيْ عَطَاءً بَعْدَ حِيْنٍ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَنِيْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ اَنْ لَا اَذَانَ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِيْنَ يَخْرُجُ الْاِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا اِقَامَةَ وَلَا نِدَاءَ وَلَا شَيْءَ لَا نِدَاءَ يَوْمَئِذٍ وَلَا اِقَامَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ عطاء نے ابن عباسؓ اور جابرؓ بن عبداللہ سے نقل کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا ہے۔ کہ عید فطر اور عید الضحیٰ کے دن آذان نہیں دی جاتی تھی۔ ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ کچھ دنوں بعد میں نے عطاء سے پھر یہی بات پوچھی۔ تو انہوں نے کہا کہ مجھ کو جابر بن عبداللہ نے بتایا ہے۔ کہ عید فطر کے دن عید کی نماز کے لئے آذان نہیں ہے۔ نہ تو امام کے باہر آنے کے وقت اور نہ امام کے آجانے پر اور نہ تکبیر و پکارنا اور نہ کوئی چیز، اور اس زمانہ میں نہ تکبیر تھی اور نہ پکارنا۔

حضورؐ نے دو دُنبوں کی قربانی کی

عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ قَالَ رَاَيْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا وَيَقُوْلُ بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَكْبَرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ابلق سینگ دار دُنبوں کی قربانی کی۔ ان کو اپنے ہاتھوں سے (آپ نے) ذبح کیا۔ بسم اللہ کہی اور تکبیر فرمائی۔ انسؓ کہتے ہیں۔ میں نے حضورؐ کو دُنبوں کے پہلو پر پاؤں رکھے ہوئے دیکھا۔ آپ (ذبح کے وقت) یہ فرما رہے تھے۔ بسم اللہ واللہ اکبر۔

قربانی کے دُنبہ کی صفات

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ يَطَاُ فِيْ سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِيْ سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِيْ سَوَادٍ فَاُتِيَ بِهٖ لِيُضَحِّيَ بِهٖ قَالَ يَا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِيْهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَخَذَهَا وَاَخَذَ الْكَبْشَ فَاَضْجَعَهٗ ثُمَّ ذَبَحَهٗ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰى بِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا دُنبہ لانے کا حکم دیا۔ جس کے سر پر سینگ ہوں وہ سیاہی میں چلتا ہو یعنی اس کے پاؤں سیاہ ہوں۔ اور سیاہی میں بیٹھتا ہو۔ یعنی اس کا پیٹ اور سینہ سیاہ ہو اور سیاہی میں دیکھتا ہو۔ یعنی اس کی آنکھوں کا حلقہ سیاہ ہو۔ پس لایا گیا ایسا دُنبہ آپکی قربانی کے لئے۔ اور آپ نے فرمایا اے عائشہؓ! چھری لے آؤ۔ پھر آپؐ نے فرمایا پتھر پر چھری کو تیز کر لو۔ اس کے بعد آپؐ نے چھری کو ہاتھ میں لیا اور دُنبہ کو لٹایا اور پھر بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَكْبَرُ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ کہہ کر اس کو ذبح کر ڈالا۔

بچہ کی قربانی کا حکم

عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ غَنَمًا يُقَسِّمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهٖ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهٗ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَصَابَنِيْ جَذَعٌ قَالَ ضَحِّ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ:۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریوڑ بکریوں کا ان کے حوالہ کر کے حکم دیا۔ کہ وہ اس کو صحابہؓ پر قربانی کے لئے تقسیم کر دیں۔ تقسیم کے بعد ایک بچہ باقی رہ گیا۔ تو اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ تو اس کی قربانی کر لے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (تقسیم کے بعد) عرض کی۔ کہ یا رسول اللہؐ میرے حصہ میں ایک بچہ آیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ تو اس کی قربانی کر لے۔

عیدگاہ میں قربانی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں ذبح و نحر کیا کرتے تھے۔

گائے اور اونٹ کی قربانی کا بیان

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُوْرُ عَنْ سَبْعَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَاللَّفْظُ لَهٗ۔

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ گائے اور اونٹ کی قربانی سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔

قربانی کرنے والے کے لئے ہدایات

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَاَرَادَ بَعْضُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَبَشَرِهٖ شَيْئًا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَا يَاْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يَقْلِمَنَّ ظُفْرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ رَاٰى هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب عید قربان کا پہلا عشرہ آئے اور تم میں سے کچھ لوگ قربانی کا ارادہ کریں۔ تو نہ تو اپنے بال منڈائیں اور نہ ترشوائیں اور نہ ناخن کٹوائیں اور ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ کہ جو شخص بقرعید کا چاند دیکھے اور قربانی کا ارادہ رکھے۔ اس کو چاہیئے۔ کہ نہ تو بال منڈائے اور ترشوائے اور نہ ناخن کٹوائے۔

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

دنیا میں پیدا ہونے کے بعد گھاٹے میں کون رہا؟

کیونکہ

دُنیا ایک لحاظ سے تجارت کی منڈی ہے۔ اور انسان ایک تاجر ہے جس کے پاس پُونجی عمر ہے۔ اور کاروبار اعمال کا ہے۔ جس نے نیک اعمال کئے۔ اُس نے نفع حاصل کیا۔ اور وہ نفع بہشت ہے۔ اور جس نے خلاف رضاء الٰہی کے کام کئے۔ وہ خسارے میں رہا۔ یعنی عمر تو خرچ کی۔ مگر نفع نہ پایا۔ بلکہ اُلٹا نقصان اٹھایا۔ یعنی اپنے اعمال نے اُسے دوزخ میں پہنچایا۔

خسارہ اُٹھانے والوں پر قُرآنی شواہد

پہلا شاھد

اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ۪ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (سورۃ بقرۃ رکوع ۳ پارہ ۱)۔

ترجمہ:- جو اللہ و تعالیٰ سے عہد پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اُسے توڑتے ہیں۔ (یعنی قطع رحمی کرتے ہیں) اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ وہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

یعنی

اللہ تعالےٰ سے بندگی کا عہد جو روزِ ازل میں کیا تھا۔ اُسے توڑتے ہیں۔ اس کے ارشادات کی تعمیل نہیں کرتے۔ حالانکہ بندے کو اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرنا لازمی اور ضروری ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کے علاوہ رشتہ داروں سے بھی ان کا اچھا سلوک نہیں ہے۔ اُن کے متعلق بھی حق تلفیاں کرتے ہیں۔ اور زمین میں بجائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کریں۔ اور دوسروں کو بھی ادھر توجہ دلائیں بلکہ اس کی نافرمانی کرنے کے لئے دوسروں کو اکساتے رہتے ہیں۔ ان بدکرداریوں کے باعث یہ لوگ گھاٹا پائیں گے اور ان بدکرداریوں کے باعث اللہ تعالےٰ کا غضب ان پر نازل ہوگا۔ اور جہنم میں جائیں گے۔ اعذنا منہ یا اللہ العالمین!

دُوسرا شاھد

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ○ (سورۃ آل عمران ع ۱۶ پارہ ۴)

ترجمہ:- اے ایمان والو! اگر تم کافروں کا کہا مانو گے تو وہ تمہیں اُلٹے پاؤں پھیر دیں گے۔ پھر تم نقصان میں جا پڑو گے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:- "یعنی جنگِ اُحد میں مسلمانوں کے دل ٹوٹے۔ تو کافروں اور منافقوں نے موقع پایا۔ بعض خیرخواہی کے پردہ میں سمجھانے لگے۔ تاکہ آئندہ لڑائی پر دلیری نہ کریں۔ حق تعالےٰ خبردار کرتا ہے کہ دشمن کا فریب مت کھاؤ۔ اگر خدا نکردہ اُن کے چکموں میں آ گئے۔ تو جس ظلمت سے خدا نے نکالا ہے۔ پھر اُلٹے اسی میں جا گرو گے اور رفتہ رفتہ دینِ حق کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ جس کا نتیجہ دنیا اور آخرت کے خسارے کے سوا کچھ نہیں۔ پہلے اللہ والوں کی راہ پر چلنے کی ترغیب دی تھی۔ یہاں بدباطن شریروں کا کہا ماننے سے منع کیا۔ تاکہ مسلمان ہوشیار رہیں۔ اور اپنا نفع نقصان سمجھ سکیں۔

....

تیسرا شاہد

وَ مَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا ○ (سورۃ النساء رکوع ۱۸ پارہ ۵)۔

ترجمہ:- اور جو شخص اللہ (تعالیٰ) کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے گا۔ وہ صریح نقصان میں جا پڑا۔

کیونکہ

شیطان کا اعلان اسی آیت میں آچکا ہے۔ (وَ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ الآیۃ

ترجمہ:- اور البتہ انہیں ضرور گمراہ کروں گا اور البتہ امیدیں دلاؤں گا۔ اور البتہ ضرور انہیں حکم کروں گا۔ کہ جانوروں کے کان چیریں۔ اور البتہ ضرور انہیں حکم دوں گا۔ کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتیں بدلیں۔

لہٰذا

ثابت ہو گیا۔ کہ جو شخص شیطان کا کہا مانے گا۔ وہ ضرور گمراہ ہو جائے گا۔

چوتھا شاہد

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ (سورۃ الانعام ع ۲ پ ۷)۔

ترجمہ:- ان سے پوچھو، آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے؟ کہہ دو سب کچھ اللہ ہی کا ہے۔ اس نے اپنے اوپر رحم لازم کر لیا ہے۔ وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور اکٹھا کرے گا۔ جس میں کچھ شک نہیں۔ جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں۔ وہ ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ فقط ایک خدا تعالےٰ وحدہٗ لاشریک کا ہے۔ اس نے اپنے متعلق رحمت کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ وہ سب انسانوں کو اپنی قدرتِ کاملہ سے قیامت کے دن قبروں سے نکال کر ایک میدان میں لا کر اکٹھا کر دے گا۔ جن لوگوں نے خود اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال رکھا ہے۔ وہ اِن باتوں پر ایمان نہیں لاتے۔ (یہ اُن کی بدنصیبی ہے) اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

پانچواں شاہد

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ ج فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸)۔

ترجمہ :- اور واقعی اس دن وزن بھی ہو گا۔ پھر جس شخص کا پلّہ بھاری ہو گا۔ سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے۔ اور جس شخص کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ سو وہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ اس لئے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

حاصل

اس اعلانِ الٰہی کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے پھر جس کی نیکیوں کا پلّہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہونے کے باعث بھاری ہو گا۔ انہیں عذابِ الٰہی سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ اور جس شخص کے اعمال کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ کہ ان میں رضا الٰہی نہیں ہو گی۔ وہ لوگ خسارے میں رہیں گے۔ مثلاً ان کے اعمال میں غیر اللہ کی رضا پیشِ نظر ہوتی تھی۔ جسے شریعت میں ریاء کہا جاتا ہے اللّٰھمّ لا تجعلنا منھم۔

چھٹا شاہد

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ .... فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (سورۃ المومنون۔ رکوع ۶۔ پارہ ۱۸)۔

ترجمہ :- اور جن کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ اُن کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے رب ہمارے ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے۔ ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائیگا اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے اُن کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھلا دی۔ اور تم اُن سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں اُن کے صبر کا بدلہ دیا۔ کہ وہی کامیاب ہوئے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قیامت کے دن جن لوگوں کے نیک اعمال کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ وہ جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ ان سے پوچھے گا۔ کہ کیا تمہیں میرے احکام کوئی نہیں پہنچاتا تھا۔ اور دوزخی اسوقت اقرار کریں گے۔ کہ سُنانے والے تو سُناتے تھے۔ مگر ہماری بدبختی ہم پر غالب آئی ہوئی تھی اور ہم گمراہ رہے۔ اور تیرے احکام کی پرواہ نہ کی۔ اللہ تعالےٰ فرمئے گا۔ اب ذلیل ہو کر اس دوزخ میں رہو۔ اور مجھ سے بولو مت۔ میرے بندے جو مجھ سے مغفرت کی دعائیں اور رحم کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اُن کا تم مذاق اڑایا کرتے تھے یہاں تک کہ تم نے ان پر ہنسی کرنے میں وقت ضائع کر دیا۔ آج میں ان لوگوں کو جزاءِ خیر دوں گا۔ جن پر تم ہنسی اُڑایا کرتے تھے۔ اور میری بارگاہ میں وہی کامیاب ہونے والے ہیں (کیونکہ انہوں نے احکامِ الٰہی کی حتی المقدور دنیا میں تعمیل کی تھی)۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ساتواں شاہد

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ المنافقون ع ۲ پ ۲۸)۔

ترجمہ :- اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا۔ سو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

ہوشیاری کی تلقین!

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ کہ ہوشیار رہنا۔ کہیں مال کی محبّت یا اولاد کی محبّت تمہیں اللہ تعالےٰ کے ذکر سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا۔ وہی نقصان اٹھائیگا۔

مال کی محبّت سے

اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل ہونے کی مثال ایک یہ ہے۔ جیسے دُکاندار کا ظہر یا عصر یا مغرب یا عشاء کی نماز کے لئے اُٹھ کر نہ جانا۔ تاکہ کہیں کوئی گاہک واپس نہ چلا جائے جس کے سودا لینے سے مالی نفع کی اُمید ہے۔

یا اولاد کی محبّت سے

اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل ہونے کی مثال ایک یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تاکہ یہ زکوٰۃ کی مد کا روپیہ بھی بال بچّوں کے کھانے، پینے۔ کپڑوں کے کام آئے گا۔ حالانکہ تارکِ زکوٰۃ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

آٹھواں شاہد

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (سورۃ آل عمران رکوع ۹ پارہ ۳)۔

ترجمہ :- اور جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے۔ تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

یہ یاد رہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا پیش کردہ اسلام تمام ادیانِ سابقہ کا ناسخ ہے۔ اگرچہ وہ مذاہب اپنے اپنے وقت میں خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی تھے۔ اور واجب العمل تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد وہ تمام مذاہب منسوخ ہو چکے ہیں۔ اور فقط دینِ اسلام جو حضورِ انورؐ نے پیش فرمایا ہے اب وہی تمام دُنیا کے لئے واجب العمل ہے۔ چنانچہ مضمون سابق کی شہادت اس اعلانِ الٰہی سے ہوتی ہے۔ یہ ارشاد قرآن مجید میں ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۝

ترجمہ :- اور ہم نے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے خوشخبری دینے والا اور (مخالفین کو) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اس لئے

آپؐ کی بعثت تمام امم اور تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان کیا جا رہا ہے۔ کہ سوائے حضور انورؐ کے پیش کردہ اسلام کے اور کوئی مذہب بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں ہو گا۔

اور آپؐ کا

پیش کردہ اسلام فقط وہی ہے جس پر آپؐ نے عمل کیا۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھایا۔

آپؐ کے پیش کردہ

اسلام کے علاوہ شیطان نے آپؐ کی امّت کو بھی گمراہ کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اور وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے پیش کردہ اسلام کے سوا اور قسم کے رسم و رواج کئے ہوئے ہیں۔ اور مسلمان ہی کہلاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ میری امّت میں سے بھی بہتّر فرقے جہنّم میں جائیں گے اور فقط ایک فرقہ مسلمانوں میں سے جنّت میں جائے گا۔ صحابہؓ کرام نے آپؐ سے سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سا فرقہ ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا (ما انا علیہ و اصحابی)۔ ترجمہ :- جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

لہٰذا

سب مسلمان کہلانے والے بھائیوں سے باادب درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ خود غور کر کے دیکھیں۔ کہ آیا ان کا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا پیش کردہ اسلام ہے۔ یا نہیں۔

میری عادت ہے

کہ میں کسی شخص یا کسی فرقے کا نام نہیں لیا کرتا۔ مسئلہ صحیح پیش کر دیا کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہر مسلمان کا اپنا فرض ہے۔ کہ وہ سوچ لے۔ کہ آیا وہ صحیح مسلک پر ہے یا نہیں۔ وما علینا الا البلاغ

نوال شاہد

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰی اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ؕ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰی اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ۴۴ ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۲ پ ۹)۔

ترجمہ :- کیا بستیوں والے نڈر ہو چکے ہیں۔ کہ ہماری طرف سے ان پر رات کو عذاب آئے۔ جب وہ سو رہے ہوں۔ یا بستیوں والے اس بات سے نڈر ہو چکے ہیں۔ کہ اُن پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے۔ جب وہ کھیل رہے ہوں۔ کیا وہ اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر ہو گئے ہیں۔ پس اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر نہیں ہوتے۔ مگر نقصان والے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ کیا نافرمان اللہ کے عذاب سے بے فکر ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو جبکہ رات کو سوتے ہوئے ہوں تب اُن پر عذاب نازل فرمائے۔ اور چاہے تو جب کہ کھیل کود میں دن کو مصروف ہوں۔ تب اُن پر عذاب نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے فکر نہیں ہو سکتے۔ مگر جو اپنی عاقبت خراب کرنا چاہتے ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْ ذٰلِكَ يَا رَحِيْمُ يَا كَرِيْمُ۔

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۱۲ر جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ر نومبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدّ ظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

ایمان ۔ اسلام ۔ احسان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امّا بعد

اسلام میں انسان کو جب تین چیزیں حاصل ہوں تو اس کی عبادت دربارِ الٰہی میں قبول ہوتی ہے۔ مشکوٰۃ شریف حدیث شریف کی میٹرک کے درجہ کی کتاب ہے۔ کالج کے درجہ کی دوسری کتب صحاح ستہ ہیں۔ جن میں بخاری شریف، مسلم شریف، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، نسائی شریف۔ موطا امام مالک وغیرہ ہیں۔

مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث میں :-

ارکان اسلام

کا ذکر ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَاتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ اَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرَائِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ :- حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت ہے۔ کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا۔ جس کے کپڑے نہایت سفید تھے بال نہایت سیاہ۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا۔ اور نہ ہم میں سے کوئی اس کو جانتا تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں

پر رکھ لئے۔ اور عرض کیا۔ "محمدؐ! مجھ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمایئے۔" آپؐ نے فرمایا "اسلام یہ ہے کہ تو اس امر کا اعتراف کرے اور شہادت دے کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ (اور پھر) تو نماز ادا کرے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے، اور خانہ کعبہ کا حج کرے، اگر تجھ کو زادِ راہ میسّر ہو۔" اس شخص نے (یہ سُن کر) عرض کیا۔ "آپؐ نے سچ فرمایا" ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ ایمان کی حقیقت بیان فرمایئے! آپؐ نے فرمایا (ایمان یہ ہے، کہ) "تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں اور رسولوں پر، قیامت کے دن پر، اور تقدیر کی بھلائی پر (یقین و) ایمان رکھ۔" (یہ سُن کر) اس شخص نے کہا۔ "آپؐ نے سچ فرمایا۔ (پھر) پوچھا احسان (نیکی) کے متعلق کچھ فرمایئے!۔ آپؐ نے فرمایا "احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت اس طرح یعنی یہ سمجھ کر کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے (یعنی اس کے حضور میں حاضر ہے) اور اگر ایسا نہ ہو (یعنی اتنا حضورِ قلب نہ ہو) تو (اتنا ضروری ہے) گویا خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے۔" پھر (اس) شخص نے پوچھا قیامت سے آگاہ فرمایئے! آپؐ نے فرمایا "قیامت کے متعلق میرا علم تم سے زیادہ نہیں ہے۔" (یعنی جتنا تم جانتے ہو اتنا ہی مجھ کو معلوم ہے) پھر دریافت کیا کہ قیامت کی نشانیاں ہی بتلا دیجئے آپؐ نے فرمایا (قیامت کی نشانیوں میں سے) "ایک تو یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک یا آقا کو جنے گی۔ (یعنی کثرت سے بچے پیدا ہوں گے جو اپنی ماؤں کے مالک و آقا بنیں گے)، اور (دوسری نشانی) یہ کہ برہنہ پا برہنہ جسم مفلس و فقیر اور بکریاں چرانے والے لوگوں کو تو (عالی شان) مکانات و عمارات میں (فخر و غرور کی) زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھے گا۔"

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا اور میں تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ "عمرؓ! تم اس سائل کو جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ "اللہ اور اس کا رسولؐ ہی خوب جانتا ہے۔" آپؐ نے فرمایا۔ "یہ (شخص) جبرئیلؑ تھے جو تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔" غرض

تین چیزیں

ہوں۔ تو مسلمان سچا مسلمان بنتا ہے۔ ایمان اسلام اور احسان۔ ایمان اور اسلام ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور احسان درجۂ تکمیل والوں کیلئے ہے۔ جس کے دل میں اسلام اور احکام اسلام کی صداقت کا یقین نہ ہو تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ اللہ اور رسول اللہ کے احکام پر یقین کا نام ہے ایمان۔ جس کے دل میں ایمان نہیں ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ اگر لوگ کہیں کہ نماز کوئی نہیں ہے۔ تم کہو کہ سب جھوٹے ہو بے ایمان ہو نماز کا حکم اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ قرآن مجید میں بار بار آیا ہے اگر لوگ کہیں روزہ نہیں ہے زکوٰۃ نہیں ہے۔ تم کہو تم سب جھوٹے ہو۔ ہم نماز پڑھیں گے۔ روزہ رکھیں گے زکوٰۃ دیں گے۔ اگر کوئی کہے درود شریف میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کہدو تم جھوٹے ہو۔

حدیث شریف

میں ہے حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مجھ پر جو شخص ایک مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر ۱۰ مرتبہ رحمت نازل فرمائیگا اور حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کریگا اس کے دس گناہوں کو معاف کریگا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے احکامات پر دل سے مہر تصدیق لگانے کا نام ہے ایمان۔ عبداللہ جان عطاء اللہ خان نام رکھنے سے مسلمان نہیں ہے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کا نام عبداللہ ہی تو تھا۔ وہ بے ایمان ہی مرا۔ اسکا جنازہ رحمۃ للعالمینؐ نے ہی پڑھایا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ تو بڑا بے ایمان ہے۔ اس کی برائیاں آپ کو یاد تو تھیں لیکن پھر بھی آپؐ نے اپنے رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے اس کیلئے دعا مغفرت فرمائی مگر اللہ تعالےٰ نے حضرت عمرؓ کی طرف داری فرمائی اور بذریعہ وحی ارشاد ہوا۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (سورۃ التوبہ پارہ ۱۰ آیت ۸۰)۔ ترجمہ:- تو ان کیلئے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ یہ اسلئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا (یعنی کہا نہ مانا) اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں لیکن اسکا نام بھی عبداللہ تھا۔ رسول اللہؐ نے نمازِ جنازہ بھی پڑھائی مگر اللہ تعالیٰ جس سے ناراض ہو اسکے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی قبول نہیں کرتا۔ بظاہر وہ نماز بھی پڑھتا تھا۔ لیکن دل میں ایمان نہ ہونے کی وجہ سے اسکے عمل کی کوئی قدر نہ ہوئی۔

منافق

کے متعلق بعض جگہ آیا ہے کہ یہ لوگ نماز ادا کرنے میں بڑے سست ہوتے ہیں اور ان کا نیک کام کرنے کا مقصد محض ریاکاری ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ ہم میں اور منافقین میں ایک فرق اور پہچان کی بات یہ ہے کہ ہم لوگ عشاء اور مغرب کی جماعت میں حاضر ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں میں ان دونوں نمازوں میں حاضر ہونے کی ہمت اور طاقت نہیں ہوتی گو یا ظہر اور عصر دکھلاوے کیلئے پڑھتے ہیں کہ ہم بھی مسلمان ہیں عشاء اور صبح کی نماز میں کھسک جاتے ہیں۔

یاد رکھیئے!

ایک ہے دین سمجھانا دوسرا ہے دین پر عامل بنانا گذشتہ پانچ چھ جمعرات سے اصلاحِ باطن پر میں نے زور دیا ہے۔ علماء کرام روحانی امراض سمجھاتے ہیں اور صوفیاء عظام ان امراض کا علاج سکھاتے ہیں۔ علماء کرام سے ریاء کی حدیث پڑھ لینے سے کیا ریا نکل جاتا ہے یا کبر کے معنے سمجھ لینے سے کبر نکل جاتا ہے۔ سمجھانا اور چیز ہے سکھانا اور چیز ہے۔ قال کا حال بننا مدت مدید کی بات ہے

سہ مدت ہا باید کہ تا خون شیر شود

میرے روحانی باپ کے چار بیٹے تھے۔ تین فوت ہو گئے ہیں چوتھے مولانا حماد اللہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو سلامت رکھے۔ مولانا عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خود سنایا کہ انہوں نے حضرت سے واپس جانے کی اجازت مانگی۔ میں نے کہا بابا یہاں رہو کچھ سیکھو حضرتؒ نے فرمایا نہ بیٹا جانے دو۔ مولانا عبدالعزیز صاحبؒ حضرت کی خدمت میں رہتے تھے۔ مہمانوں کی خدمت کرتے تھے۔ بے داموں کے خادم تھے۔ انہوں نے کہا میرا کرتہ پھٹ جاتا تھا اور چادر سے ڈھانپ لیتا تھا کہ حضرت کو نظر نہ آئے اور کوئی کُرتہ نہ دیدیں۔ گھر جانے کیلئے اماں جی سے ایک ٹکہ لیا کرتا تھا۔ سکھر دریا کے پُل پر سے گزرنے کیلئے ٹکس دینا پڑتا تھا اور گھر جانے کیلئے پانچ چھ اسٹیشن پیدل چلنا پڑتا تھا۔

پانچ جمعراتوں سے

امراضِ روحانی عرض کر رہا تھا کوئی کسی میں مبتلا ہے کوئی کسی میں مبتلا ہے کوئی ریا میں مبتلا ہے۔ مثلاً شادی بیاہ کے موقع پر عام طور پر کل صبح برات آنی ہوتی ہے اور آج دوپہر سے ہی دیگیں پکنی شروع ہو جاتی ہیں اور یہ دکھلاوے کے طور پر کہ لڑکے کے سسرال والے اچھے کھانے پینے والے آدمی ہیں۔ اسیطرح جہیز کی نمائش بھی واہ واہ کرانے کے لئے کی جاتی ہے کہ لوگ کہیں کہ لڑکی کو خوب جہیز دیا ہے۔ میں احباب کو مشورہ دیا کرتا

ہوں کہ اگر اجر خدا سے لینا ہے تو لڑکی کی ماں کو سمجھا دو۔ برتن بوری میں بند کر دے اور کپڑے ٹرنک میں بند کر کے چابی لڑکی کو دیدے۔ گھر جا کر دیکھ لے گی۔

لاہوریوں کی عادت

ہے برات دوپہر سے آئی ہوئی ہے نکاح ہو چکا ہے لڑکی کی ماں کہتی ہے شام کے بعد روانہ کرونگی۔ لوگوں کو کھلانے کیلئے قلعی شدہ دودو برتن مزدوروں کے سروں پر رکھ دیتے ہیں گیس کی روشنی پلنگ بستر باجے گاجے سب نمائش ہی نمائش۔ لڑکی باپ کا گھر لوٹ کر لے جا رہی ہے۔ جہیز پھیلا کر لڑکیوں کے کرتے دوپٹے اور پاجامے دکھاتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ دیگیں پک رہی ہیں صبح ۸ بجے سے لیکر بجے تک لوگ روٹی کھاتے ہیں کیا یہ خدا کیواسطے کھلاتے ہیں نہیں سب نام نمود کیلئے یہ ریاء ہے۔ خدا کے نام پر فقیر آئے تو پس خوردہ بھی نہیں دیتے۔ یاد رکھو ریاء شرک ہے چھوٹا شرک اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کیلئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا ہے۔ یہ سمجھانا نہیں سمجھانا ہے علماء کرام سمجھاتے ہیں اور صوفیاء عظام سکھاتے ہیں مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث میں ایمان اسلام اور احسان کا ذکر ہو رہا ہے۔

مختصر یہ کہ

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ کے ہر حکم کو دل سے ماننے کا نام ایمان ہے اور اس پر عمل کر کے دکھانے کا نام اسلام ہے۔ یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سب ٹھیک ہے سب حق ہے خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے یہ ایمان ہے اور ان احکام کی بجا آوری کا نام ہے اسلام۔ مثلاً نماز پڑھے روزہ رکھے۔ زکوٰۃ دے حج اگر فرض ہے تو حج کرے یہ مسلمان ہے۔ یاد رکھو جو نماز نہیں پڑھتے وہ مسلمان نہیں ہیں جو روزہ نہیں رکھتے وہ مسلمان نہیں ہیں انہیں کافر بھی نہیں کہتا وہ فاسق ہیں اور فاسق کے معنی ہیں بدمعاش کیونکہ دل سے تو مانتے ہیں کہ اسلام سچا ہے۔ لیکن عمل نہیں کرتے۔ مومن مسلم وہ ہیں جو دل سے مانے اور عمل کرے اور جو مانے تو سہی لیکن عمل نہ کرے وہ مومن فاسق ہے۔ اس کی مثال نوکر ہے۔ کہ ہر مہینے تنخواہ تو لے لیتا ہے۔ لیکن کام نہیں کرتا۔ اس سے مالک کب خوش ہو سکتا ہے

تیسیر علماء کرام ترجمہ کر کے سمجھاتے ہیں اور یہ بھی بہت بڑا کام ہے۔ صوفیاء عظام سکھاتے ہیں حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے حدیث شریف پڑھی ہے عشاء کے بعد پڑھنے بیٹھتے تھے اور صبح ہو جاتی تھی۔

تیسری چیز

احسان درجہ تکمیل ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے نصیب فرمائے۔ قال سے حال بنانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تینوں نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام دین سکھانے ص۴

ص۴ آئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو گویا وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ سوال کرنے کیلئے بھی عقل کی ضرورت ہے۔ عوام بیٹھے رہتے ہیں نیند آ رہی تھی۔ نماز کے لئے کھڑے ہوئے شیطان آجاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ اُذکُر کَذَا اُذکُر کَذَا۔ فلاں بات یاد کرو فلاں بات یاد کرو۔ شیطان ایسا لعین ہے۔ کہ بھولی ہوئی باتیں نماز میں یاد آجاتی ہیں یا تو نماز میں متوجہ الی اللہ تھا۔ یا شیطان دوسری طرف بہکا کر لے گیا۔ جب چونک جاتا ہے تو آدمی کو خیال آتا ہے کہ میں تو نماز میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جس کام کے لئے بلایا ہے اس میں محو ہو جاتا یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ص

ص فانی عن الخیر باقی باللہ

صحابہ کرام رضؓ کو بعض جنگوں میں جسم پر تیر لگتے ہیں۔ مگر جب نہیں نکلتے تو کہتے ہیں۔ نماز شروع کر لوں۔ پھر تیر نکال لینا۔ یہ اُن کی محویت تھی۔ یہاں تو تھانیدار کے سامنے کھڑا ہو جائے تو حواس گم ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو سب حاکموں کا حاکم ہے۔ اس کا پورا تصوّر آجائے تو جان نہ نکل جائے۔ صحابہ کرامؓ کو خوفِ خدا اور رسول اللہؐ کی صحبت کی برکت سے یہ نعمت وھبًا حاصل تھی اور اب ہمیں کسبًا حاصل کرنی پڑتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایمان اسلام اور درجۂ تکمیل احسان نصیب فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

سبحٰنک اللّٰھمّ و بحمدک نشھد ان لآ الٰہ الاّ انت نستغفرک و نعوذ بک من النّار۔

ماخوذ از "اشاعت اسلام"۔

حضرت سلمان فارسی رضؓ

حضرت سلمان رضؓ فارس کے ایک شہر رامہرمز کے رہنے والے تھے۔ بادشاہان فارس کی اولاد میں سے تھے۔ اصل نام ان کا اسلام سے پہلے مابہ تھا۔ باپ کا نام بوذخشان تھا۔ باپ اپنی جگہ کا چودھری، سردار اور زمیندار تھا حضرت سلمانؓ کی عمر بہت زیادہ ہوئی ہے۔ بعض کا قول ہے۔ کہ انہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو دیکھا تھا اور بعض کا قول ہے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے کسی وصی کو دیکھا ہے بعض کے نزدیک ان کی عمر ساڑھے تین سو برس کی ہوئی ہے۔ لیکن اس پر تو گویا اتفاق اور اجماع ہے۔ کہ دو سو پچاس برس کی عمر ہوئی ہے۔ مذہبًا مجوس تھے اور یہ اور ان کا باپ آتش کدہ کے محافظ اور خازن تھے۔ لیکن مسلمان ہونے کی شرافت اور بزرگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے مستفیض اور جمال مبارک کی زیارت سے مشرف ہونے کی سعادت فیاض ازل نے ان کی قسمت میں لکھی تھی۔ مشیت ازلی نے غلامی کی ذلت میں پھنسا کر لازوال سلطنت تک پہنچا دیا۔ دس سے اوپر مالکوں کی غلامی میں رہنے کے بعد مدینے کے ایک یہودی کی غلامی میں پہنچے اور وہاں اس شقی ازلی اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن کے گھر اور زیر اثر رہ کر اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔!

حضرت سلمانؓ نے اپنے مسلمان ہونے کا حال اس طرح بیان فرمایا ہے۔ کہ میرا باپ اپنے شہر کا سردار تھا۔ میں سب سے زیادہ اس کو محبوب تھا۔ مجھ کو باہر نہ جانے دیتا تھا۔ لڑکیوں کی طرح میری حفاظت کرتا تھا۔ میں ہمیشہ آتش کدہ میں رہتا تھا۔ اور مذہب مجوس کو خوب کوشش کر کے حاصل کیا تھا اتفاق سے میرا باپ ایک مکان بنوانے میں مصروف ہو گیا۔ مجھ سے کہا۔ کہ تو جا کر زمین کو دیکھ آ۔ مجھ کو فرصت نہیں۔ مگر دیر نہ کرنا ورنہ تیری جدائی کا فکر سب کاموں سے بڑھ جائے گا۔ میں گھر سے نکل کر راستہ میں نصاریٰ کے کنیسہ پر گزرا۔ وہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں بھی وہاں چلا گیا اور مجھ

کو ان کی حالت نہایت پسند آئی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ شام تک انہیں کے پاس رہا۔ نہ زمین تک گیا۔ نہ گھر لوٹا۔ دیر ہو گئی۔ تو باپ نے تلاش میں آدمی بھیجے۔ میں نے نصاریٰ سے پوچھا۔ کہ اس دین نصرانیت کی اصل کہاں ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا۔ کہ ملک شام میں۔ آخر کار رات ہونے پر گھر لوٹا۔ باپ سخت انتظار میں تھا۔ میں نے باپ سے کنیسہ میں جانے کا قصہ بیان کر کے کہا کہ ان کا دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ باپ نے کہا۔ بیٹا! تیرا اور تیرے باپ دادا کا دین بہتر ہے۔ میں نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ باپ نے مجھ کو قید میں ڈال دیا۔ بیڑیاں پیروں میں ڈال دیں۔ میں نے نصاریٰ سے کہلا بھیجا کہ جب کوئی قافلہ شام کو جائے تو مجھ کو مطلع کرنا۔ انہوں نے مجھے مطلع کیا۔ میں نے بیڑیاں پیروں سے نکال کر پھینک دیں اور قافلے کے ساتھ ملک شام میں پہنچا۔ وہاں جا کر ان لوگوں سے پوچھا کہ بڑا عالم کون ہے انہوں نے بڑے پادری کا نام بتلایا۔ میں نے اس کے پاس جا کر کہا۔ کہ میں تمہارے پاس رہنا خدمت کرنا اور تمہارے ساتھ عبادت کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا بہتر ہے۔ میں اسکے پاس رہا۔ مگر وہ بڑا بد دین آدمی تھا۔ لوگوں کو صدقے کے واسطے حکم کرتا تھا اور صدقے لے کر جمع کر لیتا تھا۔ یہاں تک کہ سونے چاندی کے سات مٹکے اس کے پاس جمع ہو گئے تھے وہ مر گیا تو نصاریٰ سے میں نے اس کے حال کی اطلاع کی۔ ان لوگوں نے مجھ کو بوجہ حسن عقیدت جھڑک دیا۔ میں نے ان کو وہ مٹکے دکھلائے۔ تب تو انہوں نے اس کی لاش کو دفن بھی نہ کیا۔ بلکہ لٹکا کر سنگسار کر دیا۔ اس کی جگہ ایک نہایت اچھا عالم فاضل زاہد بٹھلایا گیا۔ مجھ کو اس سے بہت محبت ہو گئی۔ جب اسکی وفات کا وقت آیا۔ تو میں نے کہا کہ مجھ کو کچھ وصیت کرو۔ کہا موصل میں ایک شخص ہے تم وہاں چلے جاؤ۔ میں وہاں گیا اور ان کی خدمت میں رہا۔ یہ بھی ایسے ہی عالم زاہد صالح تھے۔ ان کی وفات کا وقت آیا تو میں نے کہا کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ کہا کہ اس طریقہ پر اب کوئی شخص نہیں ہے۔ البتہ عموریہ میں ایک شخص ہے وہاں چلے جاؤ۔ میں نے وہاں جا کر اپنا حال بیان کیا۔ انہوں نے مجھ کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ میرے پاس وہاں کچھ بکریاں اور گائیں جمع ہو گئیں۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا۔ تو میں نے عرض کیا۔ کہ اب کس کے پاس جاؤں

فرمایا کہ اب دنیا میں کوئی شخص اس برگزیدہ طریقہ پر معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ ایک نبی کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔ جو دین ابراہیمی لے کر آئیں گے۔ وہ ایسی جگہ ہجرت کر کے جائیں گے جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ ان کی خاص علامتیں ہیں۔ مونڈھوں کے درمیان میں خاتم نبوت ہے۔ صدقے کی چیز نہ کھائیں گے۔ ہدیہ کو قبول کریں گے۔ اگر تم سے ممکن ہو تو ان کے پاس چلے جانا۔ اتفاق سے عرب کا ایک قافلہ وہاں سے گزرا۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ مجھ کو اپنے ساتھ لے چلو۔ میں اپنی بکریاں اور گائیں تم کو دیدوں گا۔ وہ وادی القریٰ تک مجھ کو لے گئے۔ مگر وہاں ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ وہاں میں کھجور کے درخت دیکھ کر سمجھا کہ یہی وہ جگہ ہے۔ میرے مالک کے یہاں بنی قریظہ کا ایک یہودی مہمان ہوا۔ وہ مجھ کو خرید کر اپنے ساتھ مدینے میں لے آیا۔ میں دیکھتے ہی پہچان گیا۔ کہ یہ وہی جگہ ہے۔ میں اپنے مالک کے یہاں درختوں کا کام کرتا رہا۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قصہ کو بھول گیا۔ اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لا کر قبا میں قیام پذیر ہوئے۔ میں ایک روز اپنے مالک کے درختوں میں کام کر رہا تھا۔ کہ اس کے چچا کے بیٹے نے آ کر کہا۔ کہ خدا تعالیٰ بنی قیلہ (یعنی انصارؓ) کو قتل کرے ایک شخص کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ جو مکہ سے آیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ یہ سنتے ہی میرے بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ قریب تھا کہ درخت پر سے گر پڑوں۔ جلدی سے اُتر آیا اور پوچھا کیا بات ہے۔ آقا نے زور سے ایک مکا مارا اور کہا تو اپنا کام کر۔ تجھ کو اس قصے سے کیا تعلق۔ مجبور میں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ لیکن شام کو کچھ کھانے کی چیز اپنے ساتھ لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ صدقہ ہے۔ آپؐ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اور ساتھیوں سے فرمایا کہ تم کھاؤ۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ اُن علامتوں میں سے ایک ہے۔ دوسرے روز پھر کچھ لے گیا اور عرض کیا یہ ہدیہ ہے۔ آپؐ نے خود بھی اس میں سے کچھ کھایا۔ میں نے کہا۔ یہ دوسری علامت ہے۔ ایک روز خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؐ جنازے کے ساتھ تشریف لئے جاتے تھے۔ میں نے سلام کیا اور آپؐ کے پیچھے اس غرض سے ہو لیا کہ خاتم نبوت کو دیکھوں۔ آپؐ کو میرے اس مقصد کی اطلاع ہو گئی۔

آپؐ نے چادر مبارک کو مونڈھوں سے نیچے گرا دیا۔ میں نے خاتم نبوت کو دیکھا۔ اس پر بوسہ دیا اور رو پڑا۔ آپؐ نے مجھ کو اپنے سامنے بٹھلایا۔ میں نے اپنا سارا قصہ ابتدا سے بیان کیا۔ مگر بوجہ خدمت آقا آپؐ کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک نہ ہو سکا۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم اپنے آقا سے کتابت کر لو۔ میں نے اصرار کر کے آقا سے اس بات پر کتابت کر لی۔ کہ تین سو پودے کھجور کے لگا دوں۔ جن پر پھل آ جائے۔ اور چالیس اوقیہ سونا ادا کر دوں۔ آپؐ نے لوگوں کو ترغیب دی۔ سب نے دو دو چار چار پودے جمع کر دیئے۔ اور آپؐ نے دست مبارک سے اُن کو لگا دیا۔ جو اسی سال پھل لے آئے۔ اور اسی طرح مال کتابت آپؐ نے ادا کر دیا اور میں آزاد ہو کر غزوۂ خندق و احزاب میں شریک ہوا۔

غزوۂ خندق و احزاب اس واقعہ کا نام ہے۔ جس میں کفارِ مکہ بسرداری ابوسفیانؓ دس ہزار لشکر کے ساتھ اور تین ہزار دوسرے قبائل کے لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ پر چڑھ کر آئے تھے۔ اور مدینے کا محاصرہ کیا تھا۔ اس وقت حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے مدینے کے گرداگرد خندق کھودنے کی رائے دی تھی۔ حضرت سلمانؓ بہت قوت و جفاکشی سے خندق کھودنے میں شریک ہوئے تھے۔ ان کی مستعدی جفاکشی اور اخلاص کو دیکھ کر مہاجرینؓ و انصارؓ میں جھگڑا ہوا۔ مہاجرین کہتے تھے۔ سلمانؓ ہم میں سے ہیں۔ انصار کہتے تھے ہم میں سے ہیں۔ دونوں کا فرمانا بجائے خود صحیح تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اختلاف کو سن کر فرمایا۔ کہ سلمانؓ اہل بیت میں سے ہیں۔ اس لئے سلمانؓ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہلائے جاتے ہیں۔ حضرت سلمانؓ کو سلمان الخیر بھی کہتے ہیں اور وہ خود اپنے آپ کو سلمان ابن الاسلام فرمایا کرتے تھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح مسلمان ہوئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو دعوت اسلام دینے کی نوبت بھی نہیں آئی۔ بلکہ یہ پہلے ہی سے منتظر تھے خبر سنتے ہی آ کر مسلمان ہو گئے۔

ے یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

ے عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

(اقبالؒ)

جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

دعوتِ تفکر

(ملخص از قرآن حکیم وکیمیائے سعادت)

(۱)

فضیلتِ تفکر

تفکر کے معنی فکر کرنا ہے۔ قرآن شریف میں حق تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر تفکر و تدبر اور نظر و اعتبار کا حکم دیا ہے۔ اور یہ سب فکر ہی میں داخل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ یعنی ایک ساعت کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس کا بڑا درجہ ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ کچھ لوگ حق تعالیٰ کی ذات میں تفکر کر رہے تھے حضورؐ نے فرمایا۔ تفکر اس کی مخلوق میں کرو۔ اور خدا کی ہستی میں نہ کرو۔ کیونکہ تم اس کی طاقت نہ لا سکو گے۔ اور اس کی قدر نہ پہچان سکو گے۔

میدانِ تفکر

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ ۴ ع ۱۱)۔

ترجمہ:۔ بے شک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات دن کے آنے جانے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ جو اللہ کو کھڑے بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں۔ اور آسمان وزمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔

مطلب:۔ یعنی عقلمند آدمی جب آسمان وزمین کی پیدائش اور ان کے عجیب وغریب احوال و روابط اور دن رات کے مضبوط و محکم نظام میں غور کرتا ہے۔ تو اس کو یقین کرنا پڑتا ہے۔ کہ یہ سارا مرتب و منتظم سلسلہ ضرور کسی ایک مختار کل اور قادر مطلق فرماں روا کے ہاتھ میں ہے۔ جس نے اپنی عظیم قدرت اور اختیار سے چھوٹی بڑی مخلوق کی حد بندی کر رکھی ہے کسی چیز کی مجال نہیں کہ اپنے محدود وجود اور دائرہ عمل سے باہر قدم نکال سکے۔ اگر اس عظیم الشان مشین کا ایک پُرزہ یا اس کارخانہ کا ایک مزدور بھی مالک علی الاطلاق کی قدرت واختیار سے باہر ہوتا۔ تو مجموعہ عالم میں یہ مکمل و محکم نظام ہرگز قائم نہ رہ سکتا۔ (حضرت مولانا شیخ الہندؒ)

آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ اپنی آنکھوں کو بھی عبادت سے کچھ حصہ دو۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ وہ کس طرح یا رسول اللہؐ! آپ نے فرمایا۔ قرآن شریف پڑھنے سے اور اس میں تفکر کرنے سے اور عجائباتِ الٰہیہ سے عبرت حاصل کرنے سے۔

معنی تفکر

تفکر کے معنی طلب علم ہیں اور جو علم بدیہات سے معلوم نہ ہو۔ اس کو دیگر ذرائع سے معلوم کرنا چاہیئے۔ چنانچہ دو معرفتوں سے اس کا جاننا اور حاصل کرنا ممکن ہے۔ اس طرح پر کہ ان دو معرفتوں کو اکٹھا کرے اور ایک کو دوسری سے ملائے تاکہ ان دو معرفتوں سے تیسری معرفت پیدا ہو۔

مثلاً اگر کوئی شخص یہ جاننا چاہے۔ کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے۔ تو وہ اس وقت تک نہیں جان سکتا۔ جب تک پہلے دو چیزوں سے واقف نہ ہو لے۔ ایک تو جانے کہ باقی فانی سے بہتر ہے اور دوسری بات یہ جانے کہ آخرت باقی ہے اور دنیا فانی ہے۔ جب وہ ان دو اصلوں سے واقف ہو گیا۔ تو پھر یہ تیسرا علم کہ آخرت بہتر ہے دنیا سے از خود حاصل ہو جائے گا اور پھر اس سے دوستی بھی کریگا۔ (مطلب یہ کہ صغریٰ اور کبریٰ سے نتیجہ نکالنا سیکھے)۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۝ (پ ۳ ع ۲)۔

ترجمہ:۔ اللہ ایمان والوں کا دوست ہے کہ ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔

آدمی کو جہل اور ظلمت میں پیدا کیا ہے اور ظلمت وجہل میں اس کو نور کی حاجت ہے تاکہ اس تاریکی اور جہالت سے باہر نکل سکے اور صحیح راستہ پر چلے اور معلوم کرے۔ کہ اسے کیا کچھ کرنا چاہیئے اور کس راہ پر چلنا چاہیئے۔ دنیا کی طرف یا آخرت کی طرف۔ یہ امر سوائے نور معرفت کے ظاہر نہیں ہو پاتا۔ اور معرفت کا نور سوائے تفکر کے پیدا نہیں ہوتا۔ پس تفکر تین چیزوں کے لئے ہے۔ (۱) معرفت (۲) حالت (۳) عمل۔ لیکن عمل حالت کی تابع ہے۔ اور حالت معرفت کی تابع ہے اور معرفت تفکر کی تابع ہے۔ پس تفکر تمام نیکیوں کی اصل و کنجی ہے۔

میدانِ فکر نہایت وسیع ہے۔ اسلئے علم کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ فکر ہر شے میں جاری ہے۔ ہمیں راہِ ہدایت کے متعلق فکر کرنا چاہیئے۔ جو کہ حق تعالیٰ اور بندے کے درمیان واسطہ ہے۔

بندہ کا تفکر تو اپنی ذات کے متعلق ہوتا ہے یا حق تعالیٰ کی ذات کے متعلق ہوتا ہے

تفکرِ انفسی

سو پہلے اپنی ذات کا خیال کرے تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ اس میں کون کون سے مکروہ صفات و اعمال ہیں تاکہ ان سے اپنے آپ کو پاک وصاف کرے۔ یہ یا تو ظاہری گناہ ہوتے ہیں یا باطنی (اخلاق خبیثہ)۔

پس ہر روز صبح کے وقت چاہیئے۔ کہ آدمی ساعت بھر کے لئے اس میں تفکر کرے پہلے تو گناہ ظاہر کا خیال کرے کہ جو زبان سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر غیبت اور جھوٹ وغیرہ میں مبتلا ہو۔ تو اس سے حذر کس طرح کرے گا اور اسی طرح اگر اس بات کے خطرے میں ہے کہ لقمہ حرام میں مبتلا ہوں گا۔ تو یہ خیال کرے کہ اس سے کس طرح محفوظ رہے گا۔ اسی طرح اپنے تمام اعضاء سے تلاش کرے اور تمام عبادات میں بھی اندیشہ کرے۔ اور جب اس سے فارغ ہو تو پھر فضائل و اعمال میں تفکر کرے۔ تاکہ سب بجا لائے۔

وَکَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ (پ ۱۳ ع ۶)۔

ترجمہ:۔ زمین و آسمان میں بہتیرے نشانات ہیں کہ ان پر گزرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان نشانات سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔

تشریح:۔ جس طرح آیات تنزیلیہ سن کر آپ پر ایمان نہیں لاتے۔ ایسے ہی آیات

تکوینیہ دیکھ کر خدا کی توحید کا سبق حاصل نہیں کرتے۔ اصل یہ ہے کہ اُن کا سُننا اور دیکھنا محض سرسری ہے۔ آیات اللہ میں غور و فکر کرتے تو کچھ فائدہ پہنچتا۔ جب دھیان نہیں تو ایمان کہاں سے ہو؟

اور پہلی نشانی جو تجھ سے نہایت ہی قریب ہے۔ وہ خود تیری اپنی ذات ہے۔ تمام روئے زمین پر تجھ سے زیادہ کوئی عجیب شئے نہیں اور تو اپنے سے غافل ہے۔ حالانکہ حق تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۵ (پ ۲۶ ع ۱۸)

ترجمہ:۔ اور زمین میں یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور خود تمہارے اندر ہیں۔ کیا تم کو سوجھتا نہیں؟

آفاقی و انفسی آیات میں غور کرنے سے بسہولت یقین حاصل ہو سکتا ہے۔ انسان اگر خود اپنے اندر یا روئے زمین کے حالات میں غور و فکر کرے تو بہت جلد اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ ہر نیک و بد کی سزا کسی نہ کسی رنگ میں ضرور مل کر رہے گی۔ جلد یا بدیر۔

اے انسان! تو اپنی ذات میں تامّل کر تا کہ تجھ پر ہماری قدرت اور عظمت کا اظہار ہو۔

فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۵ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۵ یَّخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۵ پ ع ۱۱

ترجمہ:۔ اپنی ابتداء کی نسبت تو خیال کر کہ تو کہاں سے آیا ہے اور حق تعالیٰ نے کس طرح تجھ کو پانی کی ایک بوند سے پیدا فرمایا ہے۔ اور پیدا ہونے سے قبل تجھ کو اُسی ذات مقدس نے تیرے باپ کی پشت میں جگہ دی اور ماں کی چھاتی میں۔ پھر اُسے تیری پیدائش کا تخم بنایا اور ماں باپ پر شہوت کو مسلّط کیا۔ عورتوں کے بچہ دان کو زمین اور مرد کی پشت کے پانی کو بیج بنایا۔ پھر ان دونوں پر شہوت کو مقرر کیا۔ حتیٰ کہ زمین میں تخم پڑا اور پھر خون حیض سے اس تخم کو سینچا اور اس کی آبیاری کی اور تجھ کو نطفہ اور حیض کے خون سے پیدا فرمایا۔ پہلے اس کو علقہ (جما ہوا خون) کیا اور پھر مضغہ (گوشت کی بوٹی)، اور اپنی قدرت کاملہ سے اس میں جان ڈالی۔ پھر اس ایک طرح کے خون نما سے تجھ میں مختلف اشیاء پیدا فرمائیں۔ جیسے گوشت پوست، رگ و ریشے ہڈیاں وغیرہ۔ پھر اُن سب سے تیرے اعضاء کی شکل کو ترتیب دیا۔۔۔!

یٰٓاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ ۵ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۵ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۵

(پارہ ۳۰ رکوع ۷)

ترجمہ:۔ اے انسان! کس چیز سے تو اپنے رب کریم پر بہکا۔ جس نے تجھ کو بنایا پھر تجھ کو ٹھیک کیا۔ پھر تجھ کو برابر کیا۔ جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ دیا۔

تفکّر فی الاعضاء

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۵

(پ ۲۴ ع ۱۲)۔

ترجمہ:۔ وہی ہے جس نے تم کو خاک سے بنایا۔ پھر پانی کی بوند سے۔ پھر جمے ہوئے خون سے، پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتا ہے۔ پھر اپنی جوانی کو پہنچے۔ پھر ہو جاؤ بوڑھے۔

تشریح:۔ سر کو گول بنایا۔ ہاتھوں اور پاؤں کو لمبا کیا۔ اور اُن میں پانچ پانچ انگلیاں پیدا کیں۔ پھر باہر کی جانب آنکھ، ناک، کان، منہ، زبان اور دوسرے اعضاء پیدا کئے اور اندر معدہ، جگر، گردے، تلی، رحم، مثانہ اور انتڑیاں وغیرہ پیدا کیں اور ہر ایک کو جُدا جدا شکل، صفت و مقدار عطا فرمائی۔ پھر اُن میں ہر ایک عضو کے کئی کئی حصے بنائے۔ ہر انگلی کی تین تین پوریاں بنائیں اور ہر عضو کو گوشت و پوست، رگ و پے اور ہڈیوں سے مرکب فرمایا اور آنکھ جو مقدار میں ایک اخروٹ سے زیادہ نہیں۔ اس کے سات طبقے پیدا کئے اور ہر طبقہ کو اور ہی صفت عنایت فرمائی۔ اگر اُن میں سے ایک بھی خراب ہو جائے تو تیری نظروں میں جہان سیاہ ہو جائے۔ یعنی تجھے کچھ بھی دکھائی نہ دے۔ فقط آنکھ کے عجائبات کی تفصیل بیان کرنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

تفکّر فی العظام

پھر اپنی ہڈیوں پر غور کر، کہ ایک لطیف اور رقیق پانی سے کیا سخت اور مضبوط جسم پیدا کیا۔ ان میں سے ہر جوڑ اور ٹکڑا اور ہی شکل مقدار پر ہے۔ بعض ہڈی گول ہے۔ بعض لمبی چوڑی، بعض اندر سے خالی اور بعض اندر سے بھری ہوئی۔ اور سب کو باہم مرکب کیا اور ہر ایک کی مقدار، صورت اور شکل میں ایک حکمت، کیا بلکہ کئی کئی حکمتیں رکھیں۔

اور پھر ہڈیوں کو تیرے بدن کا ستون بنا کر اسی پر تمام اعضاء کی بنا ڈالی۔ اگر ایک ہی ہڈی ہوتی تو تُو پیٹھ نہ جھکا سکتا اور اگر جدا جدا ہڈیاں ہوتیں تو تُو پیٹھ کو سیدھا نہ رکھ سکتا اور پاؤں پر زور ڈال کر کھڑا نہ ہو سکتا۔ سو ان کو ٹکڑے ٹکڑے پیدا کیا تاکہ بدن جھک سکے۔ پھر ایک ہڈی کو دوسرے سے پیوستہ کر کے رگ و ریشے لپیٹ کر اسے مضبوط کر دیا۔ تاکہ آدمی سیدھا کھڑا رہ سکے اور ہر مہرے پر چار زائدے گولی کی طرح کے پیدا کئے اور ان کے نیچے چار سوراخ گڑھوں کی مثل بنائے تاکہ وہ زائدے ان گڑھوں میں جم جائیں۔ اور مہروں کے کناروں کو بازوؤں کی طرح باہر لگائے رکھا تاکہ پٹھے جو ان پر مضبوطی کے لئے ہیں اڑے رہیں۔ اور تیرے تمام سر کو ۵۵ ہڈیوں سے مرکب کیا اور باریک درزوں سے باہم جوڑ دیا تاکہ اگر ایک کونے کو کچھ آفت پہنچے تو دوسرا سلامت رہے اور سب نہ ٹوٹ جائیں۔

اور دانتوں کو بنایا۔ ان میں سے بعض کو چوڑا کیا تاکہ نوالہ چبائے اور بعض کا سر باریک اور تیز رکھا تاکہ کھانے کی چیزوں کو کاٹے۔ اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنا کر گویا چکی میں ڈالدے۔

پھر تیری گردن کو سات مہروں سے پیدا کیا اور رگ و پٹھے لپیٹ کر قوی و مضبوط کر دیا اور سر کو اس کے ساتھ ترتیب دی اور پیٹھ کو ۲۴ مہروں سے بنایا اور اس پر گردن کو رکھا۔

پھر سینے کی ہڈیاں اُن مہروں کے چوڑان میں پیدا کیں۔ علیٰ ہذا القیاس اور ہڈیاں بنائیں تفصیل اس کی طویل ہے۔

غرضیکہ تیرے تمام جسم میں ۲۴۸ ہڈیاں پیدا کیں اور ہر ہڈی کو مختلف حکمت کی بناء پر پیدا کیا۔ تاکہ تیرا کام بنا رہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ۵ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۵ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ط فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ۵ (پ ۱۸ ع ۱)۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے انسان کو چُنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر ہم نے اُس کو پانی کی بوند کر کے ایک جمے ہوئے ٹھکانے میں رکھا پھر ہم نے اس بوند سے جما ہوا لہو بنایا پھر اس جمے ہوئے لہو سے گوشت کی بوٹی بنائی پھر اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں۔ پھر اُن

ہڈیوں پر گوشت پہنایا۔ پھر اس کو ایک نئی صورت میں اٹھا کھڑا کیا۔ سو اللہ کی بڑی برکت ہے جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

خدا تعالیٰ نے نہایت خوبصورتی سے تمام اعضاء و قویٰ کو بہترین سانچے میں ڈھالا اور اس کی ساخت عین حکمت کے موافق نہایت موزوں و متناسب بنائی۔

عالمِ صغیر

پھر حق تعالیٰ نے تیرے بدن میں تین حوض پیدا کئے اور ان میں تین نہریں جاری فرمائیں۔ جو تمام بدن کو سیراب کرتی ہیں۔ ایک حوض تو دماغ ہے۔ جس سے پٹھوں کی نہریں نکل کر تمام جسم میں پہنچتی ہیں۔ تا کہ بدن میں حس و حرکت کی قوت پیدا ہو اور ان میں سے ایک نہر پشت کے مہروں میں رکھی تا کہ پٹھے مغز سے دور نہ رہیں۔ اگر دور رہتے تو خشک ہو جاتے۔

دوسرا حوض جگر ہے۔ اسی سے ہفت اندام میں رگیں پھیلا دیں۔ تا کہ اُن میں غذا پہنچ سکے۔

تیسرا حوض دل ہے۔ اس سے تمام بدن میں رگیں پہنچائیں تا کہ اس میں رُوح رواں رہے اور دل سے ہفت اندام میں پہنچتی رہے۔ پس تجھ کو اپنے ایک ایک عضو میں تفکّر کرنا چاہیئے کہ حق تعالےٰ نے ہر عضو کو کیونکر اور کس غرض کے واسطے پیدا فرمایا۔

تفکّر فی العین

آنکھ کو سات طبقوں سے ایسی ہیئت اور رنگت عطا فرمائی کہ اس سے بہتر ہونا ناممکن ہے۔ پلک کے پپوٹوں کو اس واسطے پیدا کیا۔ کہ آنکھ کو گرد و غبار سے محفوظ رکھے اور مژگان سیدھی اور سیاہ، قوتِ بصارت اور حسنِ صورت کے لئے پیدا کیں۔ تا کہ جب غبار پیدا ہو تو بند کر لے۔ تا کہ آنکھوں میں گرد نہ پڑ سکے اور تو اُن کے درمیان میں سے دیکھ سکے اور جب کوئی خس و خاشاک اوپر سے گرے تو مژگان آنکھ کی نگہبانی کریں اور ان تمام صنعتوں سے زیادہ عجیب قدرت یہ ہے کہ آنکھ کی سیاہی جو بہت ہی چھوٹی ہے۔ اسمیں زمین و آسمان کی اتنی بڑی صورت نظر آتی ہے۔ کہ جس وقت تو آنکھ کھولتا ہے تو آسمان باوجود اس دُوری اور مسافت کے تجھے فوراً نظر آتا ہے۔ اگر نظر کے عجائبات اور آئینہ دیکھنے کے عجائبات اور جو کچھ اس میں نظر آتا ہے اسکی کیفیت بیان کریں۔ تو دفتر کے دفتر سیاہ ہو جائیں۔

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ پ۱۴ ع ۱۷

ترجمہ:۔ اور تم کو کان، آنکھیں اور دل دیا تا کہ تم احسان مانو۔

یعنی پیدائش کے وقت تم کچھ جانتے اور سمجھتے نہ تھے۔ خدا تعالیٰ نے علم کے ذرائع اور سمجھنے والے دل و دماغ تم کو دیئے۔ جو بذاتِ خود بھی بڑی نعمتیں ہیں اور لاکھوں نعمتوں سے متمتع ہونے کے وسائل ہیں۔ اگر آنکھ، کان عقل وغیرہ نہ ہو تو ساری ترقیات کا دروازہ ہی بند ہو جائے۔ جوں جوں آدمی کا بچّہ بڑا ہوتا ہے اس کی علمی و عملی قوتیں بتدریج بڑھتی جاتی ہیں۔

تفکّر فی الاذن

پھر کان پیدا کیا تو اس میں کڑوا میل بھی پیدا کر دیا۔ تا کہ اُس میں کوئی کیڑا وغیرہ نہ گھس جائے۔ پھر کان کو صدف (سیپ، گھونگا) بنایا۔ تا کہ آواز کو جمع کرے اور کان کے سوراخ میں پہنچائے اور کان کو نہایت پیچدار بنایا۔ تا کہ اگر تو سویا ہوا ہو اور چیونٹی تیرے کان میں گھسنے کا ارادہ کرے۔ تو اُس پر راستہ دراز ہو جائے اور وہ بہت چکّر کھائے۔ حتّٰی کہ تو چونک پڑے۔

اگر میں منہ، ناک اور دوسرے اعضاء کا مفصّل حال بیان کروں تو مضمون نہایت لمبا ہو جائے۔ اور یہ بیان کرنے سے مقصد صرف اتنا ہے کہ تجھ کو راہ معلوم ہو جائے اور تو ہر عضو میں فکر کرتا رہے۔ کہ یہ کس لئے پیدا کیا گیا ہے اور اس کے سبب سے حق تعالےٰ کی عزت و عظمت اور لطف و رحمت اور علم و قدرت سے آگاہ ہوتا رہے کہ تیرا جسم سراپا ایک عجائب خانہ ہے اور عجائب باطنی اور دماغی خزانے اور حواسِ خمسہ جو تیرے بدن میں رکھی گئی ہیں وہ تمام اشیاء سے زیادہ عجیب ہیں۔ بلکہ جو کچھ سینہ اور شکم میں ہے وہ بھی نہایت ہی عجیب ہے۔ اس واسطے کہ حق تعالےٰ نے معدہ کو دیگ کی طرح بنایا ہے جو ہمیشہ جوش کھاتا رہتا ہے۔ حتّٰی کہ کھانا اس میں پک جاتا ہے اور جگر اس طعام کو خون بنا دیتا ہے اور رگیں اس خون کو ہفت اندام میں پہنچا دیتی ہیں۔ جیسا کہ بڑے بڑے شہروں میں میونسپل کمیٹی لوگوں کے گھروں میں پانی پہنچانے کے لئے واٹر ورکس بناتی ہے۔ جو ایک بہت بڑا حوض ہوتا ہے۔ جس میں پانی نلوں کے ذریعہ لوگوں کے گھروں میں مہیا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہمارے جسم کے اندر ایک واٹر ورکس ہے۔ جگر پہلے حوض کا کام دیتا ہے اور پھر رگوں کے ذریعہ ہفت اندام میں خون پہنچتا ہے۔

اور پتّا اس خون کی جھاگ کو جسے صفرا کہا جاتا ہے لے لیتا ہے۔ اور تلی خون کے تلچھٹ کو جسے سودا کہتے ہیں لے لیتی ہے اور گُردے اُس خون سے پانی کو علیحدہ کر کے مثانہ کی طرف پھینک دیتے ہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس بچّہ دانی اور دیگر آلاتِ ولادت کے عجائبات بھی اسی قسم کے ہیں۔

مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ○ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ○ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ○ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ○ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ؕ

(پ ۳۰ ع ۵)۔

ترجمہ:۔ کس چیز سے بنایا اُس کو، ایک بُوند سے۔ بنایا اس کو۔ پھر اندازہ پر رکھا۔ پھر اس کو راہ آسان کر دی۔ پھر اُس کو مُردہ کیا۔ پھر اس کو قبر میں رکھوا دیا۔

اور ظاہری و باطنی قوتیں اور حواس، جیسے بصارت (دیکھنا)، سماعت (سُننا) عقل علم جو آدمی کو عنایت فرمائے ہیں وہ بھی نہایت ہی عجیب و غریب ہیں۔

سبحان اللہ! اگر کوئی مصوّر کسی دیوار پر ایک خوشنما تصویر بنا دیتا ہے۔ تو تُو اس کی استادی اور کاریگری پر حیران ہوتا ہے۔ اور اس کی نہایت ہی تعریف کرتا ہے اور خالقِ برحق کی عجیب و غریب صنعت کو تو دیکھتا ہے کہ پانی کے ایک قطرے سے ظاہر و باطن میں کیسے کیسے نقش پیدا کرتا ہے۔ یہاں نہ تو قلم نظر آتا ہے اور نہ نقّاش، اور ایسے نقّاشِ حقیقی کی عظمت سے نہ تجھے تعجّب ہوتا ہے اور نہ حیرت اور نہ ہی تو ایسے باکمال صانع کی قدرتِ کاملہ اور علم اتم سے بے خود مدہوش ہوتا ہے۔ بلکہ اُلٹا مرنے کے بعد زندہ کرنے پر مذاق اڑاتا ہے اور یقین نہیں لاتا۔

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ○ بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰۤی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ ○

(پارہ ۲۹ رکوع ۱۷)۔

ترجمہ:۔ آدمی کیا خیال رکھتا ہے۔ کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے۔ کیوں نہیں ہم تو اس کی پوریاں ٹھیک کر سکتے ہیں۔

تفکّر فی الغذا

اور نہ ہی تو اس کی کمال شفقت و رحمت پر تعجّب کرتا ہے۔ کہ جب تو اپنی ماں کے

رحم میں غذا کا محتاج تھا۔ اگر تو وہاں منہ پھیلاتا تو خون حیض اندازہ سے زیادہ تیرے معدے میں جا کر فنا و تباہ کر دیتا۔ لیکن اس رحیم نے ناف کی راہ سے تیری غذا کا جانا مقرر فرمایا۔ پھر جب تو رحم سے باہر نکلا تو ناف کا راہ بند کر کے تیرا منہ کھول دیا۔ تاکہ تیری ماں تجھ کو تیری حاجت کے مطابق غذا دے سکے۔ چونکہ اس وقت تیرا بدن نازک و کمزور تھا اور ثقیل طعام کے ہضم کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ تو ماں کے دودھ سے جو نہایت ہی لطیف تھا۔ تیری غذا مقرر فرمائی۔ اور اس کو تیری ماں کی چھاتیوں میں بھر دیا۔ اور پستانوں کے سروں کو تیرے دہن کے مطابق بنایا۔ تاکہ دودھ تیرے منہ میں زور سے نہ گرے اور تیری ماں کے سینے میں ایک دھوبی بٹھا دیا۔ تاکہ سرخ خون جو سینہ میں آتا ہے اس کو سفید دودھ بنا کر نہایت پاکیزگی اور لطافت سے تجھ کو بھیجتا رہے۔ اور تیری ماں پر تیری محبت کو مؤکل مقرر فرما دیا۔ تاکہ تو ایک ساعت بھی بھوکا ہو تو وہ نہایت ہی مضطرب اور بے چین ہو جائے۔ اور چونکہ دودھ پینے کے لئے دانتوں کی حاجت نہ تھی اس لئے دودھ پینے کے وقت تک پیدا نہ کئے۔ تاکہ تو اپنی ماں کے سینہ کو زخمی نہ کر دے۔ اور پھر جب تم میں کھانا کھانے کی قوت پیدا ہو گئی۔ تو ضرورت کے مطابق دانت پیدا کر دیئے تاکہ تو سخت طعام کھانے پر قادر ہو جائے۔

اندھا و نابینا وہ شخص ہے جو یہ تمام باتیں دیکھے اور ان کے پیدا کرنے والے کی عظمت سے مدہوش نہ ہو جائے۔ اور اس کے کمال لطف و شفقت سے حیران نہ رہ جائے اور اس جلال و جمال پر عاشق نہ ہو۔ اور وہ بہائم سیرت و غافل انسان نہایت ہی عجیب ہے۔ جو ان عجائبات میں تفکر نہ کرے اور اپنے بدن کے متعلق نہ سوچے اور وہ عقل جو اس کو عطا کی گئی ہے اور جو تمام جہان کی چیزوں سے زیادہ عزیز ہے۔ اس کو ضائع کر دے۔ اور اس سے زیادہ اور کچھ نہ جانے کہ جب بھوک لگے تو کھانا کھالے اور جب غصہ آئے۔ تو کسی سے لڑ پڑے اور چوپاؤں کی طرح حق تعالیٰ کے بوستانِ معرفت کے تماشا سے محروم رہے۔

اور یہ تیری پیدائش کی عجیب عجیب صنعتوں میں سے لاکھ میں ایک بھی نہیں ہے اور عام طور پر یہ عجائبات تمام حیوانوں میں موجود ہیں۔ مچھر سے لے کر ہاتھی تک ان سے خالی نہیں۔

شواہد قرآنی

(۱) وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ (پ ۲۸ ع ۱۵)

ترجمہ:۔ اور تمہاری صورت کھینچی۔ پھر اچھی بنائی تمہاری صورت، اور اس کی طرف سب کو پھر جانا ہے۔

سب جانوروں سے انسان کی خلقت اچھی ہے۔ دیکھنے میں خوبصورت اور ملکات و قویٰ میں بھی تمام عالم سے ممتاز۔ بلکہ سب کا مجموعہ اور خلاصہ۔

(۲) وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ (پ ۲۴ ع ۱۲)

ترجمہ:۔ اور تمہاری اچھی صورتیں بنائیں اور تم کو ستھری چیزوں سے روزی دی، سو بڑی برکت ہے اللہ کی، جو سارے جہان کا رب ہے۔

(۳) لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ (پ ۳۰ ع ۲۰)

ترجمہ:۔ تحقیق ہم نے انسان کو نہایت ہی اچھے ڈیل ڈول پر بنایا۔

تشریح:۔ ہم نے انسان کو نہایت اچھے سانچہ میں ڈھالا اور ظاہری و باطنی خوبیاں اس کے وجود میں جمع کر دی ہیں۔ اگر یہ اپنی صحیح فطرت پر ترقی کرے تو فرشتوں سے گوئے سبقت لے جائے۔ بلکہ مسجودِ ملائکہ بنے۔

(۴) أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِنْ مَنِيٍّ يُمْنَىٰ ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ ۝ أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۝ (پارہ ۲۹ رکوع ۱۸)

ترجمہ:۔ بھلا وہ نہ تھا منی کی ایک بوند، جو ٹپکی۔ پھر جما ہوا لہو تھا۔ پھر اس نے بنایا۔ اور ٹھیک کر کے اٹھایا۔ پھر اس میں نر اور مادہ کا جوڑا کیا۔ کیا یہ خدا مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا؟

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ۝ (پ ۲۱ ع ۹)

ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے۔ جس نے تم کو کمزوری کی حالت سے بنایا۔ پھر کمزوری کے پیچھے زور دیا۔ پھر زور کے پیچھے کمزوری دیگا اور سفید بال (بڑھاپا) بناتا ہے۔ جو کچھ چاہے۔ اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اور کر سکتا ہے۔

(مطلب):۔ بچہ شروع میں پیدائش کے وقت بے حد کمزور و ناتوان ہوتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ قوت آنے لگتی ہے حتیٰ کہ جوانی کے وقت اس کا زور انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ اور تمام قوتیں شباب پر ہوتی ہیں پھر عمر ڈھلنے لگتی ہے اور زور و قوت کے پیچھے کمزوری کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں جس کی آخری حد بڑھاپا ہے۔ اس وقت تمام اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے اور قویٰ معطل ہونے لگتے ہیں۔ قوت و ضعف کا یہ سب آثار چڑھاؤ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس طرح چاہے۔ کسی چیز کو بنائے اور قوت و ضعف کے مختلف ادوار میں گزارے۔ اسی کو قدرت حاصل ہے۔ اور وہی جانتا ہے کہ کس چیز کو کس وقت کن حالات میں رکھنا مناسب ہے۔ لہٰذا اسی خدا کی اور اس کے پیغمبروں کی باتیں ہمیں سننی چاہئیں۔

وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۝ (پارہ ۱۴ رکوع ۵)

ترجمہ:۔ اور کوئی تم میں سے قبضہ کر لیا جاتا ہے اور کوئی تم میں سے پھیر لیا جاتا ہے نکمی عمر تک۔ تاکہ سمجھنے کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے۔

مطلب:۔ ایک بچپن کا زمانہ ہے۔ جب آدمی بالکل کمزور و ناتواں ہوتا ہے اور اس کی تمام قوتیں چھپی رہتی ہیں۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ پوشیدہ قوتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جسمانی حیثیت سے ہر چیز کمال شباب کو پہنچ جاتی ہے۔ پھر بعض تو جوانی ہی میں مر جاتے ہیں اور بعض اس عمر کو پہنچتے ہیں۔ جہاں پہنچ کر آدمی کے اعضاء و قویٰ جواب دے دیتے ہیں وہ سمجھدار بننے کے بعد ناسمجھ اور کارآمد ہونے کے بعد نکما ہو جاتا ہے۔ یاد کی ہوئی چیزیں بھول جاتا ہے۔ اور جانی ہوئی چیزوں کو کچھ نہیں جانتا۔

گویا بوڑھا ہو کر پھر بچہ بن جاتا ہے۔ !!!

جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب (سانگھڑ)

فکرِ فردا

(۱)

دو چیز حاصلِ عمر است نامِ نیک و ثواب
وزیں چوں درگذری کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ؕ

انسان دنیاوی معاملات میں بڑی ہوشیاری سے کام لیتا ہے ہر نشیب و فراز پر نظر رکھتا ہے تاکہ کام بگڑ نہ جائے۔

مگر

افسوس وہ اس حقیقت پر غور نہیں کرتا۔ کہ (الدنیا مزرعۃ الآخرۃ) دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اور اس کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔

آخرت کا خیال

چاہیئے تو یہ تھا کہ انسان آخرت کو فراموش نہ کرتا۔ اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہتا۔ کیا اسے قرآن مجید کا یہ حکم یاد نہیں:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ م بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥
(سورۃ الحشر آیت ۱۸)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

اس مقام پر دو باتوں کا حکم فرمایا:۔
(۱) اعمال پر نظر رہے۔
(۲) اللہ کا ڈر رہے۔

اعمال پر نظر

اسے چاہیئے کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہے اور دیکھتا رہے کہ کل (قیامت) کے لئے اعمال صالح اور نیکیوں کا کتنا سرمایہ فراہم کیا ہے۔ کیونکہ مرنے کے بعد دُنیاوی چیزوں سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اُس جہان میں صرف نیک اعمال ہی کام آتے ہیں۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بندہ میرا مال، میرا مال، کہتا ہے (یعنی اپنے مال پر فخر کرتا ہے)۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے مال میں سے جو کچھ اس کا ہے۔ وہ صرف تین چیزیں ہیں۔ ایک تو وہ کھائی اور ختم کر دی۔ دوسرے وہ جو پہنی اور پھاڑ ڈالی۔ تیسرے وہ جو خدا کی راہ میں دی اور آخرت کے لئے ذخیرہ کی۔ ان تینوں کے سوا جو کچھ ہے وہ سب لوگوں کے لئے چھوڑ کر چلا جانے والا ہے۔ (مشکوٰۃ)

محاسبہ کے بارے میں حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی مجددؒ الف ثانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"حضرات صوفیاء کرام کی ایک جماعت نے محاسبہ کے طریقہ کو اختیار کیا ہے۔ رات کو سونے سے پہلے وہ دن بھر کے کئے ہوئے افعال و اقوال اور حرکت و سکون پر نظر دوڑاتے ہیں اور پوری طرح ہر کام کا جائزہ لیتے ہیں۔ (کہ اس کے کرنے میں اخلاص اور رضائے الٰہی مقصود تھی یا کچھ اور۔) محاسبہ کرتے وقت وہ جو اپنے قصور اور گناہ دیکھتے ہیں۔ ان کا تدارک توبہ، استغفار، التجا اور زاری سے کرتے ہیں اور جو نیک کام نظر آتے ہیں۔ اُن کے بارے میں ان کا یہ نظریہ ہوتا ہے۔ کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کئے گئے ہیں۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر بجالاتے ہیں۔ "فتوحاتِ مکیہ" میں حضرت شیخ اکبر.... محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ جو اس طرح محاسبہ کرنے والوں میں سے تھے فرماتے ہیں کہ میں محاسبہ میں دوسرے بزرگوں سے بھی آگے نکل گیا تھا۔ (اور وہ اس طرح کہ میری نظر میرے دل پر بھی رہتی تھی) اور میں قلبی وسوسوں اور نیتوں کا بھی محاسبہ کیا کرتا تھا۔ (مکتوب نمبر ۳۰۹ ۔ دفتر اوّل)۔

ایک صاحبِ بصیرت نے کیا ہی موزوں بات فرمائی ہے۔ "دنیا کی سوداگری جو پیسے اور دمڑی کے نفع کی ہوتی ہے۔ اس میں کوڑی کوڑی کا حساب ہوتا ہے۔ اور یہ (آخرت کی) سوداگری تو ایسی ہے کہ جس کا نفع فردوسِ بریں اور انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ اعلیٰ مقامات پر پہنچنا ہے تو اس میں حساب کی رو سے بال کی کھال نکالنی بہت ضروری ہے۔"

اللہ کا ڈر

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔ اللہ سے ڈرو، دو بار فرمایا۔ یعنی اللہ سے ڈر کر اس کے سب اوامر پر عمل کرو۔ اور سب نواہی کو ترک کر دو۔ کیونکہ ہم جو کچھ کرتے ہیں۔ بلکہ جو وساوس اور خطرات ہمارے قلب پر گزرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کو سب معلوم ہیں اور ہمیں کل کو سخت باز پُرس ہو گی۔ اس لئے اللہ سے ڈر کر تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بناؤ۔ تاکہ آخرت کی کامیابی حاصل ہو جائے اور یاد رہے:۔

(۱) اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ٥ (ھود آیت ۴۹)
ترجمہ:۔ کیونکہ انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

(۲) اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا ۙ حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا ۙ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۙ وَّ كَاْسًا دِهَاقًا ۙ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا ۚ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ٥ (النبا آیت ۳۱ تا ۳۶)۔

ترجمہ:۔ بے شک پرہیزگاروں کے لئے کامیابی ہے۔ باغ اور انگور اور جوان ہم عمر عورتیں اور پیالے چھلکتے ہوئے۔ نہ وہاں بیہودہ باتیں سُنیں گے اور نہ جھوٹ۔ آپ کے رب کی طرف سے حسبِ اعمال بدلہ عطا ہو گا۔

ہمیں چاہیئے کہ ان انعامات و اکرامات کا مستحق بننے کے لئے نیک اعمال بجا لاتے رہیں۔

نیک عمل

اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت بریں حاصل کرنے کے لئے نیک اعمال میں لگے رہو۔ اور کل کے لئے نیکیوں کا سرمایہ فراہم کر لو۔

(۱) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ٥
(البقرہ آیت ۱۱۰)۔

ترجمہ:۔ اور نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور جو کچھ نیکی آگے بھیجو گے اُسے اللہ کے ہاں پاؤ گے۔ بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو، سب دیکھتا ہے۔

یہاں ہمیں صاف بتلایا جا رہا ہے۔ کہ کل کی فکر کرو اور اُس جہان کے لئے نیکیوں کا سرمایہ فراہم کر لو۔ اور یہاں اوّل دو بڑی نیکیوں کا ذکر فرمایا۔ یعنی اوّل نماز جو سب مسلمانوں پر فرض ہے اور دوم زکوٰۃ جو اہلِ نصاب پر فرض ہے۔ اور اس کے بعد خَیْرٍ کا ذکر فرما کر مجمل طور پر سب نیکیوں اور بھلائیوں کے کرنے کی ہمیں ترغیب دی اور اخیر میں فرما دیا کہ اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ یعنی تمہارے نیک اعمال ضرور بار آور ہوں گے اور اُن کا نیک اجر ملے گا۔ کوئی نیکی خواہ چھوٹی

ہو یا بڑی ضائع نہ ہوگی۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ط (الزلزال آیت ۷)۔

ترجمہ:۔ پھر جس نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہو گی۔ وہ اس کو دیکھ لے گا۔

(۲) وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ط وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۵ (المزمل آیت ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھی طرح (یعنی اخلاص سے) قرض دو۔ اور جو کچھ نیکی آگے بھیجو گے تو اس کو اللہ کے ہاں بہتر اور بڑے اجر کی چیز پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ فرماتے ہیں۔ "ہاں فرض نمازیں نہایت اہتمام سے باقاعدہ پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور اللہ کے راستے میں خرچ کرتے رہو۔ کہ انہیں باتوں کی پابندی سے بہت کچھ روحانی فوائد اور ترقیات حاصل ہو سکتی ہیں۔ پورے اخلاص سے اللہ کی راہ میں اس کے احکام کے موافق خرچ کرنا ہی اس کو اچھی طرح قرض دینا ہے۔ بندوں کو اگر قرض حسن دیا جائے وہ بھی اس کے عموم میں داخل سمجھو۔ یعنی جو نیکی یہاں کرو گے۔ اللہ کے ہاں اس کو نہایت بہتر صورت میں پاؤ گے۔ اور بہت بڑا اجر اس پر ملے گا۔ تو یہ مت سمجھو کہ جو ہم نیکی کرتے ہیں یہیں ختم ہو جاتی ہے۔ نہیں۔ وہ سب سامان تم سے آگے اللہ کے ہاں پہنچ رہا ہے۔ جو عین حاجت کے وقت تمہارے کام آئے گا۔ (یعنی) تمام احکام بجا لا کر پھر اللہ سے معافی مانگو۔ کیونکہ کتنا ہی محتاط شخص ہو اس سے بھی کچھ نہ کچھ تقصیر ہو جاتی ہے۔ کون ہے جو دعویٰ کر سکے کہ میں نے اللہ کی بندگی کا حق پوری طرح ادا کر دیا۔ بلکہ جتنا بڑا آدمی ہو۔ اسی قدر اپنے کو تقصیر وار سمجھتا ہے اور اپنی کوتاہیوں کی معافی چاہتا ہے۔ اے غفور و رحیم تو اپنے فضل سے میری خطاؤں اور کوتاہیوں کو بھی معاف فرما ــــ!"

(۳) وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ط وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۵ (البقرہ آیت ۲۲۳)۔

ترجمہ:۔ اور اپنے لئے آئندہ کی بھی تیاری کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور جان لو۔ کہ تم اسے ضرور ملو گے۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا دو۔

اس مقام پر ہمیں آئندہ کی تیاری کا حکم ہے یعنی نیک اعمال بجا لائیں اور برے اعمال سے دور رہیں۔ ہر کام سنت اور شریعت کے مطابق کریں اور غیر شرعی امور اور بدعت سے اجتناب کریں۔ اللہ سے ڈر کر اس کے سب اوامر پر عمل کریں اور نواہی کو ترک کر دیں۔ ایک دن ہم اللہ کو ضرور ملیں گے اور اس دن وہ ہمارے نیک و بد اعمال کا حساب لے گا۔ مومنوں کے لئے خوشخبری ہے انہیں اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضا کا مقام بہشت عطا ہو گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۵ (البقرہ آیت ۸۲)۔

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے وہی بہشتی ہیں۔ وہ بہشت میں رہیں گے۔

اعمال صالح سے مراد وہ اعمال ہیں جو قرآن مجید اور اس کی شرح حدیث شریف کے مطابق ہوں۔

(۲) وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۵ (الانفال آیت ۱)

ترجمہ:۔ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر ایمان دار ہو۔

اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کی مخالفت سے ڈرو۔

(۳) وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۵ (النساء آیت ۱۱۵)۔

ترجمہ:۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر راہ کھل چکی ہو۔ اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے۔ تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے۔ اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

قیامت کے دن مخالفین رسولؐ پچھتائیں گے ــــ!

(۱) وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۵ (الفرقان آیت ۲۷)۔

ترجمہ:۔ اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا۔ کہے گا۔ اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا۔

(۲) يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِىْ ۵

ترجمہ:۔ کہے گا۔ اے کاش! اپنی زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجتا۔

"یعنی افسوس دنیا کی زندگی میں کچھ نیکی کر کے آگے نہ بھیجی۔ جو آج اس زندگی میں کام آتی۔ یونہی خالی ہاتھ چلا آیا۔ کاش حسنات کا ذخیرہ آگے روانہ کر دیتا۔ جو یہاں کے لئے توشہ بنتا۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)۔

بڑا ظالم

اب جو احکام الٰہی کی پرواہ نہ کرے اللہ تعالیٰ کے احکام سے نصیحت پذیر نہ ہو اپنی بد اعمالیوں کو چھوڑ کر خواب غفلت سے بیدار نہ ہو۔ وہ بڑا ہی ظالم ہے۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَ نَسِىَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ط (الکہف آیت ۵۷)۔

ترجمہ:۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے۔ پھر اس سے منہ پھیر لے۔ اور جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے، بھول جائے۔

اس سے بڑا ظلم اور بدبختی انسان کی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اپنے پیدا کرنیوالے احکم الحاکمین کے احکام سے روگردانی کر کے اپنی عاقبت خراب کر لے۔ اور جزا و سزا کو طاق نسیان میں رکھ دے۔

عارضی اقتدار

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۵ (سورۃ ص ع ۲ پ ۲۳)۔

ترجمہ:۔ اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں بادشاہ بنایا ہے۔ پس تم لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔ اور نفس کی خواہش کی پیروی نہ کرو۔ کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دے گی۔ بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے گمراہ ہوتے ہیں۔ ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اس لئے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے۔

خاموش مبلغ

جناب منظور احمد صاحب عباسی (کراچی)

قرآنی مطالعے کا کرشمہ

ایک عیسائی انجینئر کا قبول اسلام

بتاریخ ۲۷ ربیع الثانی علی الصبح بروز بدھ ایک عیسائی اسلام کی سعادت سے بہرور ہوا۔ شیخ الحدیث بانی مدرسہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہ العالی ترمذی شریف کا درس دے رہے تھے، کہ استاد مدرسہ مولانا عبدالجلیل صاحب نے خبر دی کہ ایک عیسائی اسلام لانے کے لئے آیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اُن کو یہاں درس میں بُلایئے۔ چنانچہ درس ترمذی ختم کر کے مندرجہ ذیل حضرات اساتذہ مدرسہ حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب اور مولانا عبدالجلیل صاحب اور دیگر طلباء کی موجودگی میں حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نے پہلے ایک ترجمان سے فرمایا کہ ان کو انگریزی میں کہہ دیجئے۔ کہ ہم آپ کو اسلام کا کلمہ پڑھاتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے پہلے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھوایا۔ دوسری مرتبہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ کہلوایا اور اس کا معنیٰ و مقصد بھی سمجھایا۔

اس کے بعد ترجمان سے کہا کہ اس کو انگریزی میں سمجھایئے کہ ہمارا جملہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا ایک ہے نہ اس کا بیٹا اور نہ باپ ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری نبی ہیں اور حضرت عیسےٰؑ خداوند تعالےٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ اور ان کی والدہ حضرت مریمؑ پاکباز تھیں۔ نہ حضرت عیسےٰؑ خدا کے بیٹے تھے۔ اور نہ حضرت مریمؑ خدا کی بیوی۔ اور نہ ہی یہ دونوں خدا تھے۔

نومسلم کا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ خدا کی قدرت اسلام کا کلمہ پڑھنے کے بعد یکسر حزن و ملال سے مرجھایا ہوا چہرہ خوشی میں تبدیل ہو گیا۔

نومسلم ہالینڈ کے باشندے ہیں۔ اُن کی اپنی زبان ڈچ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ وہ جرمن فرانسیسی، انگریزی لکھنے پڑھنے پر پوری مہارت رکھتے ہیں۔ اور پاکستان میں اس وقت انجینئری کا اہم کام سرانجام دیتے ہیں۔

سبب اسلام ——— مُطالعہ قرآن

جب آپ سے مسلمان ہونے کا سبب معلوم کیا گیا۔ تو جواب میں کہا۔ کہ میں نے تین مرتبہ قرآن مجید کا مُطالعہ کیا۔ قرآن مجید کی تفسیر زبان ڈچ میں تھی۔ غور و فکر سے مطالعہ کرنے کے بعد، قرآن کو، بحیثیت قانونِ حیات اور مذہب اسلام کو مدارِ نجات تصور کرتے ہوئے، میرے دل میں مسلمان ہونے کی تڑپ پیدا ہوئی۔

حالات کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہا کہ پاکستان میں جو ایک اسلامی سلطنت کہلاتی ہے۔ میرے آنے کا یہ ایک بہت بڑا مقصد تھا کہ میں مسلمانوں کی اسلامی زندگی کا جائزہ لوں گا۔ اور اثر قائم کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو کر مدرسہ اسلامیہ نیو ٹاؤن جامع مسجد میں حضرت شیخ الحدیث مولانا بنوری مدظلہ العالی کے ہاتھ پر مسلمان ہونے کا شرف حاصل کیا۔

یہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید جو انسانوں کے لئے مکمّل قانون حیات ہے۔ نظر انصاف سے مطالعہ کرنے والے لوگ بہت جلدی ہی اسلام میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔

آئندہ عزائم

انہوں نے یہ عہد کیا کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد میرے اوپر جو فرائض عائد ہوتے ہیں، خواہ وہ عبادات ہوں یا معاملات، جملہ امور کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے اس امر کا اظہار کیا۔ کہ اُن کا خاندان جو پیچھے ہالینڈ میں ہے۔ ان کو مسلمان بنانے کی پوری کوشش کروں گا۔

عیسائیوں کے لئے دعوتِ فکر

عیسائیت کی اشاعت میں لیل و نہار سرگرم رہنے والے پوپ اور پادری ہوں، یا کہ عام عیسائیت زدہ ہمارے وطنِ عزیز کے سادہ لوح مسلمانوں کی متاعِ ایمان پر ڈاکہ ڈالنا چھوڑ دیں اور مذہبِ اسلام پر ناروا حملے ترک کر کے خدائے ذوالجلال کے نازل کردہ قانونِ حیات قرآن مجید کا پورے غور و فکر اور انصاف سے مطالعہ کریں۔ تو کوئی بعید نہیں۔ کہ ابدی سکون حاصل کرنے کی راہ پالیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ نومسلمان کو استقامت فی الدین عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالےٰ مسلمانانِ پاکستان کو دوسری اقوام کے لئے نمونہ بننے کی توفیق نصیب فرماوے۔ ع

این دُعا از من، واز جملہ جہاں آمین باد۔

ازجناب مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی - جامعہ اشرفیہ - لاہور

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان، شرح متین اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ کے بعد میت کے لئے دعا مانگنی کیا شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔ بدعت ہے یا سنت۔ اور کیا اس کا ثبوت خیر القرون میں ملتا ہے یا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی میں کسی جگہ کبھی نمازِ جنازہ کو ختم کرنے کے بعد دعا مانگی ہے یا نہیں۔ اور امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا اس میں کیا فتویٰ ہے۔ کیونکہ لاہور میں خصوصاً اور دیگر جگہوں میں بھی بالالتزام یہ دعا مانگی جاتی ہے اور نہ مانگنے والے کو بُری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور دعا مانگنے والے یہ حدیث پیش کرتے ہیں:-

اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعا۔

یعنے آپؐ نے حکم فرمایا۔ نماز جنازہ ختم کرنے کے بعد دعا مانگو۔

کیا یہ اُن کا استدلال صحیح ہے۔ اور اس حدیث کا محدثین اور فقہاء کرام نے یہ معنے کیا ہے یا کوئی اور۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ اگر مانگ لی جائے تو اس میں حرج کیا ہے۔ مسلکِ حنفی کے مطابق جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

مبسملاً محمدلاً مصلیاً و مسلماً۔

نمازِ جنازہ خود دعا ہی ہے۔ اس لئے اس کے بعد دعا مانگنا ثابت نہیں۔ نہ صحابہؓ سے نقل ہے، نہ تابعین سے۔ اور حضورؐ نے تو کی ہی نہیں اور فقہائے احناف نے کہیں بھی اس کو سنت یا مستحب نہیں لکھا۔ اگر خیر القرون سے نقل ہوتی تو فقہائے احناف کیوں اس کا درجہ معین کر کے نہ لکھتے کہ وہ سنت ہے یا مستحب ہے بلکہ فقہائے احناف نے تو منع کیا ہے۔ بحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۷ قوله:- ودعاً و بعد الثالثة قید بقوله بعد الثالثة لِاَنّهٗ لَا یَدْعُوْا بَعْدَ التَّسْلِیْمِ کَمَا فِی الْخُلَاصَةِ۔

خلاصہ اور بحر دونوں نے منع کیا ہے۔ اس لئے حنفی کو تو درست نہیں۔ اور پھر اس کو ضروری قرار دے لینا تو اس کو بدعت بنا دے گا۔ بلکہ اگر مباح یا مستحب بھی ہوتی تو بھی ضروری قرار دینے سے وہ بدعت اور ناجائز بن جاتی ہے چہ جائیکہ خود منع بھی کیا گیا ہے اور بے اصل بھی ہے لہٰذا یہ بدعت ہے اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔

جو حدیث پیش کی ہے اس کا ترجمہ غلط کیا ہے۔ صحیح ترجمہ صرف اتنا ہے۔ اِذا جب صلیتم تم نماز پڑھو علی المیت مردہ پر فاخلصوا تو خلوص کے ساتھ کرو له اس کیلئے الدعا دعا۔

خدا معلوم یہ ترجمہ کہ نماز جنازہ ختم کرنے کے بعد دعا مانگو، کیسے کر لیا گیا۔ نہ کہیں نماز جنازہ کے ختم کا ذکر ہے نہ اس کے بعد کا بیان ہے۔ بلکہ الدّعا دعائے خاص ماثورہ کو خلوص کے ساتھ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ترجمہ میں ایسی کاٹ تراش دیانتداری نہیں کہلا سکتی۔ فرض کیجئے۔ اگر یہی ترجمہ ہوتا تو پھر تو یہ حضورؐ کا حکم ہوتا اور جنازہ ختم کرنے کے بعد دعا کرنا واجب ہوتا نہ کرنا گناہ اور مکروہ تحریمی ہوتا تو کیا پونے چودہ سو سال سے آج تک کسی فقیہ حنفی شافعی مالکی حنبلی کو ائمہ اربعہ کے کل فقہ کو اس کے واجب ہونے کا پتہ نہیں چلا یا قصداً تمام ائمہ مجتہدین اور فقہاء و محدثین نے اس واجب کو اس کے ترک کے مکروہ تحریمی ہونے کو چھپائے رکھا خود ترک واجب میں مبتلا ہوئے اور سارے مسلمانوں کو مبتلا کر کے قیامت تک کا گناہِ عظیم اپنے سر لے لیا۔ کیا کوئی مسلمان اس عظیم گناہ کی تہمت کو تمام بزرگانِ دین پر گوارا کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ جمیل احمد تھانوی۔
مفتی جامعہ اشرفیہ ...
مسلم ٹاؤن۔ لاہور۔
۲ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ

الجواب صحیح (مولانا) حامد میاں (صاحب) امیر انجمن جامعہ مدنیہ - لاہور۔

الجواب حق (مولانا) محمد مظفر الدین (صاحب) خطیب جامع مسجد اکسٹنشن - این ٹائپ سمن آباد لاہور۔

الجواب صحیح:- (مولانا) منظور الحق (صاحب)، سعدی پارک - مزنگ - لاہور۔

الجواب صحیح (مولانا) محمد اجمل (صاحب) قلعہ گوجر سنگھ - لاہور۔

رحلت

مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے صدر مدرس اور وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی والدہ ماجدہ بتاریخ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۶۰ء بروز بدھ صبح کو اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئی ہیں۔ مدرسہ قاسم العلوم میں تمام طلبہ و اساتذہ نے کلمہ طیبہ ختمات کلام پاک سے مرحومہ کو ایصال ثواب کیا۔ تمام مدارس ملحقہ وفاق پر ضروری ہے۔ کہ حضرت ناظمِ اعلیٰ صاحب کی والدہ ماجدہ کے لئے اپنے مدارس میں ایصال ثواب فرمائیں --- !!!

العارض
مولوی محمد مسعود نائب مہتمم و ناظم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بچوں کا صفحہ

اعجازِ قرآن

محمد فاضل ہیڈ ماسٹر۔ مکتب نوکالا گوجراں۔ ضلع جہلم

حضرات انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات عطا ہوتے تھے تاکہ ان سے عوام انہیں ہادیٔ برحق تسلیم کریں حضورؐ کو جہاں قدرت نے اور کئی معجزات عطا فرمائے تھے وہاں سب سے عظیم الشان معجزہ قرآن عطا فرمایا۔ قرآن وہ مقدس کتاب ہے جو حضورؐ پر نازل ہوئی اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل قرآن نے ببانگ دُہل چیلنج کیا تھا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا
نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ
مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

ترجمہ: "اگر تم کو اس کلام میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ اور سوائے خدا کے اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔"

کس قدر زبردست چیلنج ہے۔ یعنی ایک شخص نہیں دو نہیں بلکہ اگر تمام دُنیا کے جنّ و انس مل کر بھی کوشش کریں کہ اس کی مانند کوئی سورت بنائیں تو بھی نہ بنا سکیں گے۔ کیا آج تک کوئی شخص قرآن پاک کا مقابلہ کرنے میں کامیاب ہو سکا ہے؟ کیا آج تک کسی نے قرآن کریم جیسی ایک سورت نہیں، ایک آیت ہی تصنیف کی ہے؟ اس کا جواب سوائے نفی کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ جس قدر زمانہ گزرتا جا رہا ہے، تمام مذاہب کی کُتبِ مقدّسہ تحریف و تنسیخ کا شکار بنتی جا رہی ہیں۔ توراۃ، زبور، انجیل بھی الہامی کتابیں تھیں لیکن خُدا نے ان کی حفاظت کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ کیونکہ وہ ایک خاص وقت کے واسطے مخصوص تھیں اور ایک آنے والی شریعت کا پیش خیمہ تھیں۔ اس شریعت کے آنے کے بعد اب ان کی حفاظت کی ضرورت بھی نہ تھی۔ لہٰذا آج دُنیا میں ان کے کسی ایک بھی صحیح نسخہ کا وجود نہیں اور نہ ان کا کوئی حافظ موجود ہے۔ صرف ترجمہ ہی ترجمہ، وہ بھی جس قدر زمانہ گذرتا جاتا ہے، بدلتا رہتا ہے۔

ہر چار پانچ سال کے بعد آپ توراۃ و انجیل کو تبدیل ہوتا ہوا پائینگے۔ غرض کہ دُنیا میں کسی مذہب کی کوئی کتاب اپنی اصلی حالت پر نہیں ہے۔ اور نہ اپنے حفظ و بقا کا کُھلے لفظوں میں دعویٰ کرتی ہے جیساکہ قرآن مجید کرتا ہے۔

دیکھئے قرآن کریم کی حقانیت کا دشمن بھی اعتراف کرتے ہیں کہ "دنیا میں ایسی کوئی کتاب نہیں جو بارہ سو سال تک قرآن کی طرح محفوظ رہی ہو۔" (لائف آف محمدؐ (سر ولیم))۔

آیئے اسلام کے ابتدائی زمانہ سے قرآن کریم کی حقانیت کے شواہد پر نظر ڈالیں:۔

ضماد ازدیؓ ایک عامل شخص تھے وہ یہ سُن کر کہ (نعوذ باللہ) آنحضرتؐ پر کوئی جنّ سوار ہے۔ آپ کے علاج کے لئے آئے۔ لیکن ابھی آپ کی زبان سے دو چار آیتیں ہی سُنی تھیں کہ حیران رہ گئے۔ سر جُھکا دیا۔ کہنے لگے۔ خدا کی قسم! میں نے کاہنوں کی بولی، جادُوگروں کے منتر اور شعراء کے اشعار سُنے تھے۔ لیکن جو کچھ آپ کہتے ہیں۔ یہ کچھ اور چیز ہے۔ یہ تو سمندر کی تہ تک اتر کر جانے والی چیز ہے۔

مشرکین مکّہ نے عتبہ بن ربیعہ کو جو شاعر بھی تھا اور سحر بھی جانتا تھا منتخب کر کے دربارِ رسالت میں بھیجا تاکہ صلح و آشتی سے حضورؐ کو اعلائے کلمۃ الحق سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔ جب اس نے شرائط صُلح پیش کیں تو جواب میں سرورِ کائنات نے قرآن کی ایک سُورۃ پڑھنی شروع کی۔ ابھی چند آیات پڑھی تھیں کہ اس نے آپ کے مُنہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا خدا کی قسم! تم تو دُنیا میں انقلاب پیدا کر دو گے۔

ولید بن مغیرہ قریش کا دولت مند اور صاحبِ اثر آدمی تھا۔ اگرچہ ایمان نہ لایا۔ لیکن اس بے نظیر کتاب کی بےمثال فصاحت کا اقرار ان کو بھی کرنا پڑا۔ اور بے اختیار کہہ اُٹھے کہ یہ انسان کا کلام نہیں۔

یہ قرآن جس طرح قرونِ اولیٰ کے لوگوں کے دلوں میں گھر کر رہا تھا۔ اسی طرح اب بھی اپنا اعجاز دِکھا دِکھا کر لوگوں کو محوِ حیرت کر رہا ہے۔

اب اس بات پر بھی غور کریں کہ اگر دُنیا میں کوئی زبردست حکومت پیدا ہو جائے تو تمام ربع مسکوں پر قابض ہو۔ اور پھر وہ تمام دُنیا کی مذہبی کتب کو جمع کر کے جلا دے یا دریا بُرد کر دے تو کوئی قوم اپنی کتاب کو ہُو بہو نہ لکھ سکے گی۔ لیکن اگر قرآن کے ساتھ ایسا حشر کرے۔ اوّل تو اس حکومت کا دُنیا میں خود ٹھکانا نہ رہے گا۔ دوم یہ کہ قرآن حفّاظ کے سینوں میں محفوظ ہے۔ جو دوبارہ لکھوا سکتے ہیں۔ زیر اور زبر کا بھی فرق نہ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا انحصار تحریر پر نہیں ہے بلکہ وہ مومن کے لوحِ دل پر لکھا ہوا ہے اور اسی دِل کو خداوندِ قدوس نے لوحِ محفوظ فرمایا ہے:۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِىْ
لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝

یہی سب سے بڑی اور مستحکم حفاظت ہے ❊

اسلام

سبق اس نے دیا مہر و وفا کا
دِکھایا راستہ ہم کو خُدا کا
ہمیں اسلام پیارا ہو نہ کیونکر
یہی تھا دین سارے انبیاء کا

مضطر گجراتی۔ بی۔ اے

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۳۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۳۰ ۲۷/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمٹیڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا